499

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ24۔جون2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 127 کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے آرڈیننس مفت اور لازمی تعلیم پنجاب 2014 میں توسیع کے لئے آئین کے آرٹیکل 128(2)(اے) کے تحت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر مندرجہ ذیل قرارداد پیش کریں گے:

قرارداد

"صوبائی اسمبلی پنجاب13۔مئی2014 کو نافذ کردہ آرڈیننس مفت اور لازمی تعلیم پنجاب 2014 (آرڈیننس5بابت2014) کی مدت میں11۔اگست2014 سے مزید نوے(90)دن کے لئے توسیع کرتی ہے۔"

سرکاری کارروائی

(اے) مسودہ قانون مالیات پر غور وخوض اور اس کی منظوری

مسودہ قانون مالیات پنجاب 2014(مسودہ قانون نمبر18بابت2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2014، جیساکہ ایوان میں پیش کیا گیا، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2014 منظور کیا جائے۔

(بی) منظور شدہ اخراجات کے گوشوارہ کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

منظور شدہ اخراجات برائے سال 15-2014 کے گوشوارہ کا ایوان میں پیش کرنا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات برائے سال 15-2014 کا گوشوارہ ایوان میں پیش کریں گے۔

500

(سی) آرڈیننسوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ آرڈیننس (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2014 (6 بابت 2014)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ آرڈیننس (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2014 (7 بابت 2014)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ آرڈیننس گوداموں کی رجسٹریشن، پنجاب 2014 (8 بابت 2014)

ایک وزیر آرڈیننس گوداموں کی رجسٹریشن پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ آرڈیننس سٹریٹیجک کوآرڈینیشن پنجاب 2014 (9 بابت 2014)

ایک وزیر آرڈیننس سٹریٹیجک کوآرڈینیشن پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ آرڈیننس اوورسیز پاکستانیز کمیشن، پنجاب 2014 (10 بابت 2014)

ایک وزیر آرڈیننس اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

(ڈی) مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون باب پاکستان فاؤنڈیشن 2014 (مسودہ قانون نمبر 15 بابت 2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون باب پاکستان فاؤنڈیشن 2014، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے اطلاعات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون باب پاکستان فاؤنڈیشن 2014 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون ترقیاتی اتھارٹیز کی جانب سے املاک کا انتظام اور منتقلی 2014
(مسودہ قانون نمبر 14 بابت 2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ترقیاتی اتھارٹیز کی جانب سے املاک کا انتظام اور منتقلی 2014، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ترقیاتی اتھارٹیز کی جانب سے املاک کا انتظام اور منتقلی 2014 منظور کیا جائے۔

501

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا نواں اجلاس

منگل،24۔جون2014

(یوم الثلاثہ،25۔شعبان المعظم1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح10 بجے زیر

صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

هَٰذَا يَوۡمُ ٱلۡفَصۡلِۖ جَمَعۡنَٰكُمۡ وَٱلۡأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ فَإِن كَانَ
لَكُمۡ كَيۡدٞ فَكِيدُونِ ﴿٣٩﴾ وَيۡلٞ يَوۡمَئِذٖ لِّلۡمُكَذِّبِينَ ﴿٤٠﴾ إِنَّ ٱلۡمُتَّقِينَ فِي
ظِلَٰلٖ وَعُيُونٖ ﴿٤١﴾ وَفَوَٰكِهَ مِمَّا يَشۡتَهُونَ ﴿٤٢﴾ كُلُواْ وَٱشۡرَبُواْ هَنِيٓـَٔۢا بِمَا
كُنتُمۡ تَعۡمَلُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجۡزِي ٱلۡمُحۡسِنِينَ ﴿٤٤﴾

سورۃ المُرسَلات آیات 38 تا 44

یہی فیصلے کا دن ہے (جس میں) ہم نے تم کو اور پہلے لوگوں کو جمع کیا ہے (38) اگر تم کو کوئی داؤ آتا ہو تو مجھ سے کر لو (39) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے (40) بے شک پرہیزگار سایوں اور چشموں میں ہوں گے (41) اور میووں میں جو ان کو مرغوب ہوں (42) اور جو عمل تم کرتے رہے تھے ان کے بدلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو (43) ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (44)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسولِ مقبولﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبولﷺ

تاجدارِ حرم ہو نگاہِ کرم ،ہم غریبوں کے دن بھی سنور جائیں گے
حامئ بیکساں، کیا کہے گا جہاں آپ کے در سے خالی اگر جائیں گے
کوئی اپنا نہیں غم کے مارے ہیں ہم،آپ کے در پہ فریاد لائے ہیں ہم
ہو نگاہِ کرم ورنہ چوکھٹ پہ ہم آپ کا نام لے لے کے مر جائیں گے
مے کشو آؤ آؤ مدینے چلیں، جام ساقی کوثر سے پینے چلیں
یاد رکھو اگر، اٹھ گئی اک نظر،جتنے خالی ہیں سب جام بھر جائیں گے
خوفِ طوفان ہے آندھیوں کا ہے غم سخت مشکل ہے آقا کدھر جائیں ہم
آپ ہی گر نہ لیں گے ہماری خبر ہم مصیبت کے مارے کدھر جائیں گے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث شروع کرنے سے قبل میں اس معزز ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پنجاب اسمبلی کے جتنے بھی معزز ممبران ہیں، میرے لئے نہایت ہی قابل احترام ہیں چاہے وہ right سے ہوں یا left سے ہوں۔ کافی دنوں سے ایک مسئلہ پریشان کن تھا کہ دونوں طرف سے ہی کچھ باتیں ایسی ہوئیں جس کی وجہ سے اجلاس کے بعد باہر سیڑھیوں پر دو معزز ممبران میں تلخ کلامی ہوئی اور جس کی وجہ سے معاملات خرابی کی طرف بڑھ رہے تھے لیکن الحمد للہ آج ہم نے، قائد حزب اختلاف، راجہ اشفاق سرور صاحب، سندھو صاحب اور جناب محمد سبطین خان صاحب نے بیٹھ کر معاملات کو سنا ہے اور اس میں ایک دوسرے کی جس طرح سے دل آزاری کی گئی تھی، ہم نے کوشش کی ہے اور ہماری کوشش اللہ کے فضل و کرم سے بارآور ثابت ہوئی ہے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو بڑا اور چھوٹا تسلیم کیا ہے۔ ایک طرف جناب آصف محمود صاحب ہیں جن کا تعلق پی پی۔9 سے ہے اور دوسری طرف محترمہ سلمیٰ شاہین بٹ صاحبہ جو کہ ہماری بہن ہیں، جناب آصف محمود بھی ہمارا برخوردار ہے۔ ان دونوں نے ہماری بات مانی ہے، اب ان کا معاملہ settle ہو چکا ہے اور اب اس کو کسی بُری بات میں شامل نہ کیا جائے۔ میں آپ سے یہ التماس بھی کرنا چاہتا ہوں کہ میں کئی دفعہ یہ بات دُہرا چکا ہوں کہ معزز ممبران میرے لئے قابل احترام ہیں لیکن کچھ norms بھی ہوتے ہیں تو ہمیں ایک دوسرے کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے، ایک دوسرے کو اپنا چھوٹا بھائی اور بڑا بھائی یا بہن سمجھنا چاہئے۔ اس طرح سے ہمیں اس ایوان کو ایک اچھے طریقے سے مثالی بنا کر چلانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا بہت ہی شکر گزار ہوں گا کہ ایک دوسرے کی قیادت کو کچھ ایسے الفاظ نہ کہے جائیں جس سے دوسرے فریق کی دل آزاری ہو اور اسی طرح سے ایک دوسرے پر تنقید کی جو بات ہوتی ہے، تنقید برائے تعمیر ہونی چاہئے لیکن ایک دوسرے کو نشانہ بنانا اچھی بات نہیں ہوگی۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا کہ ان چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں دو تین باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! دیکھیں یہ تو پھر بات۔۔۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں دو تین باتیں کروں گا لیکن اختلافی بات نہیں کروں گا۔ ہمارے جو معاملات آپ کے چیمبر میں طے ہوئے، میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے تو اس ایوان

میں بیٹھے ہوئے تمام معزز ممبران سے بڑے ذمہ دارانہ طریقے سے کہوں گا کہ محترمہ سلمیٰ بٹ صاحبہ میری بڑی بہن کی جگہ پر ہیں، میری والدہ کی جگہ پر بھی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: واہ، واہ۔

جناب آصف محمود: میں اس ایوان کے اندر تمام معزز ممبران کے سامنے ایک بات رکھوں گا کہ اگر یہ میرے ساتھ physical ہوتیں، مجھے خوشی ہوتی اگر وہ being elder مجھے جونیئر تصوّر کرکے، میرے کسی کام پر تنقید کرکے میرے اوپر ہاتھ اٹھاتیں تو مجھے خوشی ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ میں اگر اس ایوان کے اندر ہوں تو میں اپنی ذات کی حیثیت سے نہیں ہوں، میرے پیچھے میرے ووٹرز، میرے سپورٹرز کی بھی دل آزاری ہوئی ہے، ان کا بھی آپ کو خیال رکھنا چاہئے تھا۔ ایک بات جو میں نے میٹنگ کے اندر بھی آپ سے کہی کہ میڈیا کے کیمرے وہاں پر موجود تھے footages بھی موجود تھے۔۔۔

جناب سپیکر: اب اس بات کو چھوڑ دیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میرا رویّہ آپ نے وہاں پر بھی دیکھا اور میڈیا نے بھی دیکھا۔ آپ سے گزارش یہ ہے کہ سزا اور جزا کا تعین کر دینا کہ mistake کس کی ہے، غلطی کس کی ہے؟ آپ نے تو یہاں پر چیزیں balance کر دیں، میں دعویٰ سے کہہ رہا ہوں کہ کوئی مجھے prove کر دے میں نے کسی کے لیڈر کے بارے میں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال سے اب اس بات کو چھوڑ دیں، بس اب ان باتوں کو جانے دیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! اس طرح سے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میاں صاحب سے پہلے پوچھ لیں؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آپ نے بات کو بالکل balance کر دیا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ناانصافی ہے۔۔۔

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال14-2013پر عام بحث

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ چلو میں نے آپ کے ساتھ ناانصافی کر لی ہے، آپ چھوٹے ہیں، آپ میری بات مانیں، بڑی مہربانی، آپ کا بہت شکریہ اور میرا آپ پر حق ہے۔ اب ہم ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14 پر عام بحث شروع کرتے ہیں۔ آخر میں وزیر خزانہ اس کو wind up کریں گے، اب میں قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید صاحب سے کہوں گا کہ وہ تقریر کے لئے جن کو بھی nominate کریں ان کی مرضی ہے۔ میرے خیال میں دس، دس منٹ کی بات ہے جو معزز ممبران پہلے بول چکے ہیں وہ تو اب مہربانی فرمائیں جو نہیں بول سکے ان کو ضرور موقع دیا جائے اور یہ دونوں اطراف کے لئے بہتر ہو گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں بھی کچھ گزارش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: میں نے اب floor اُدھر دے دیا ہے، آپ تشریف رکھیں۔ Let him talk اس کے بعد آپ بات کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے ایک انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: اب میں floor اُدھر دے چکا ہوں۔ میرے بھائی! اب آپ بعد میں اپنی بات کر لینا، میں آپ کی بات سن لوں گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! بات کو سنا کریں۔ جناب محمد سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ میں یہاں سے کروں گا کہ:

What is supplementary grant? According to Constitution of Pakistan in the Article 124.

میں یہ کہا گیا ہے کہ:

That the amount authorized to be extended for the particular service for the current financial year is insufficient. That a need has arisen for expenditure upon some new service not included in the annual budget statement for the year.

اور آگے بھی لکھا ہوا ہے جو میں پڑھوں گا نہیں۔ اتنی سی بات ہے کہ آئین یہ کہتا ہے کہ جہاں funds insufficient ہو جائیں اور وہ need اور demand رہتی ہو تو اس کے اوپر ہم نے ضمنی بجٹ دینا ہوتا ہے۔ اب میں ضمنی بجٹ 2013-14 کی طرف آ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر! کوئی بھی اچھا economist جو ایک said year کا data بناتا ہے تو وہ بھی اس point of view سے بناتا ہے کہ اس کی ضرورت کہاں پر ہے، اس کی پلاننگ کیا ہونی چاہئے، اس کی priority کیا ہونی چاہئے اور یہ department to department کہاں سے کہاں تک vary کرنا چاہئے، consumer کی need کیا ہونی چاہئے اور عوام کو relief کہاں پر ملنا چاہئے۔ جتنی بھی اچھی business organizations ہیں ان میں three Ws پر بہت زیادہ emphasis کیا جاتا ہے کہ What, Who جو business organization بنا رہی ہے اس میں concerned product اور Whom یہ three Ws آتے ہیں کہ اس product کی افادیت جو ہے وہ عوام کے relief کے ساتھ یا عوام کے benefits کے ساتھ یا عوام کے فائدے کے ساتھ کس طرح سے manage کرنا ہے؟ اس کے علاوہ ایک جو بہت پرانی saying کہ three Es کے بارے میں کہا گیا ہے کہ good economy, good efficiency اور good effectiveness ہی بجٹ کی three Es ہیں اور They are equally important. اب یہاں پر Good Governance آ جاتی ہے اور آپ کا بجٹ تب ہی بنتا ہے۔ میں تو یہ بات کرتے کرتے تھک گیا ہوں اور اب مجھے مزید نہیں کرنی چاہئے۔ جب تک ہمارے پاس census نہیں ہوں گے، ہمیں پتا نہیں ہوگا کہ پنجاب کی population کتنی ہے اور پاکستان کی population کیا ہے؟ جب آپ کو population کا ہی پتا نہیں ہوگا تو How would you figure out those problems یا ills of that society کو ہم کس طرح سے manage کر سکتے ہیں جب تک کہ ہمارے پاس صحیح facts and figures نہیں ہوں گے۔ جب ہم یہ بجٹ بناتے ہیں تو اس میں specifically اور specially ہم target کرتے ہیں سوسائٹی کے ان deprived لوگوں کو جن کو وہ بجٹ کی سہولیات اور بجٹ کے فوائد ملنے چاہئیں۔ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم اس کو تھوڑا سا overcome کر گئے ہیں اور جو ہم نے properly نہیں کیا۔ اب یہ جو

2013-14 کا بجٹ ہے اس میں تقریباً forty one excess demands آئی ہیں۔ جس ضمنی بجٹ میں forty one excess demands آجائیں یہ تو itself bad governance کو reflect کرتا ہے اور اس کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ ورنہ دو چار یا چھ excess demands آنی چاہئیں but these are 41 demands اور approximately یہ 22،23۔ ارب روپے کا excess budget ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں جو basic budget reflect کر رہا ہے اس میں basic economic and managerial performance پر it's a big question mark. جو اچھی سوسائٹیز ہیں، اچھے لوگ ہیں، اچھے ملک ہیں، پڑھے لکھے ہیں جنہوں نے excel کرنا ہے، جنہوں نے آگے بڑھنا ہے They learn from their mistakes not blunders آپ mistake پر تو learn کر سکتے ہیں لیکن جہاں اتنے بڑے بڑے blunders کئے جائیں میرے خیال میں وہ تو ناقابل تلافی ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! جس طرح یہ ضمنی بجٹ ہے lets talk about Federal Govt. اب جیسے یہ آپریشن شروع ہے تو اگر اگلے سال ان کے ضمنی بجٹ میں یہ آ جائے تو ٹھیک ہے کیونکہ IDPs اتنی تعداد میں KPK اور ان صوبوں میں آ رہے ہیں تو وہ ایک logic بنتا ہے۔ اسی طرح اگر KPK اگلے سال ضمنی بجٹ دے دے تو اس کا بھی ایک logic بنتا ہے کہ ان کے اوپر یہ ایک unforeseen extra burden آ گیا لیکن الحمد للہ پنجاب میں ایسے کوئی حالات نہیں ہیں، اس وقت ایسی کوئی پریشانی اور کوئی problem نہیں آئی۔

جناب سپیکر! اب میں Interpretation of needs کے حوالے سے عرض کروں گا کہ UN کا ایک data ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ پاکستان بلکہ پنجاب کا لٹریسی ریٹ that is 26 percent and that's all جہاں ہمارا لٹریسی ریٹ 26 فیصد ہو اور ہم اس کے ساتھ energy crisis کو face کر رہے ہوں، ہم agricultural crisis face کر رہے ہوں، ہم industrial crisis بھی face کر رہے ہوں اور ہم ادھر تقریباً دو دو، اڑھائی اڑھائی ارب روپیہ صرف میٹرو بس کی سبسڈی کے لئے دے دیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ناجائز ہے This is unfair آپ صرف 27 کلو میٹر کے لئے دو یا اڑھائی ارب روپے کی سبسڈی دے رہے ہیں لیکن پورا پنجاب اندھیروں میں ڈوبا ہوا ہے۔ ڈیزل نہیں ہے، بجلی نہیں ہے، پانی نہیں ہے، ہماری کوئی زرعی پالیسی نہیں ہے اور انڈسٹریل پالیسی نہیں ہے۔ ان حالات میں یہ بہت ہی ناجائز بات ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب roads and bridges کی طرف آ جائیں کہ ضمنی گرانٹ میں roads and bridges کے لئے اربوں روپے رکھا گیا ہے میرے خیال میں یہ 13،14۔ارب روپے کو touch کر رہے ہیں۔ انفراسٹرکچر کا ہونا بہت ضروری ہے اور roads and bridges کا ہونا بہت ضروری ہے۔ پاکستان یا پنجاب کا رہنے والا کوئی بھی فرد اس سے اختلاف نہیں کر سکتا کہ سڑک نہیں ہونی چاہئے یا bridges نہیں ہونی چاہئیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جو 13،14۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے یہ haphazard decision ہے کیونکہ جب ہمارا سالانہ بجٹ بن رہا تھا تو اس وقت کسی کو یہ سوچ نہیں تھی کہ آگے جا کر یہ roads بھی بنیں گے۔آگے جا کر یہ bridges بھی بنیں گے لیکن جس وقت یہ start ہو گیا اس کے ساتھ ہی ہم نے ایک ضمنی بجٹ کی صورت میں بم گرا دیا اور یہ پیسا کس کا ہے؟ اللہ رحم کرے یہ فنڈ کسی پارٹی فنڈ سے تو آیا نہیں ہے بلکہ یہ پنجاب کا پیسا ہے، یہ ہماری tax collection کا پیسا ہے اس پر پورے پنجاب کا اتنا ہی right ہے، پنجاب کے رہنے والے ہر باسی کا اتنا ہی حق ہے اور ہر کسی کا equal حق ہے کہ وہ اس پر بات کر سکے اور اس پر بحث کر سکے۔اب بات یہ ہے کہ انفراسٹرکچر وہاں ہوتا ہے جہاں دوسرے ڈیپارٹمنٹ کی basic necessities پوری ہو جاتی ہیں اس کے بعد انفراسٹرکچر پر آتے ہیں۔ میں پھر وہی بات repeat کروں گا کہ roads and bridges تب اچھے لگتے اگر آج ہمارے ملک میں prosperity ہوتی، ہماری انڈسٹری full–fledge چل رہی ہوتی۔ ہمارا زمیندارہ ہے جہاں ہمارے 70 فیصد لوگ زمیندارہ سے related ہیں وہ ہمارا زمیندارہ flourish کر رہا ہوتا، ہر طرف سکون، امن اور ہریالی نظر آ رہی ہوتی تو roads and bridges کی افادیت زیادہ ہوتی لیکن جو کام پہلے کرنے والے ہیں وہ بعد میں کرتے ہیں اور جو بعد میں کرنے والے کام ہیں وہ پہلے کرتے ہیں۔ ہم اس طرح جلد بازی میں کام کر رہے ہیں کہ خدانخواستہ خدانخواستہ جمہوریت کو کوئی خطرہ ہے یا خدانخواستہ ہمارے پیچھے کوئی پولیس لگی ہوئی ہے۔ہم proper planning بنا کر proper طریقے سے کام کیوں نہیں کرتے جو کہ ہمیں کرنا چاہئے جس کے لئے ہمیں ووٹ ملے ہیں؟

جناب سپیکر! اب میں پولیس کی ڈیمانڈ پر بات کرنا چاہوں گا، پولیس کی excess demand میں تقریباً ایک ارب روپیہ جا رہا ہے، ہمیں پولیس کی ڈیمانڈ کے ساتھ اختلاف نہیں ہے لیکن اختلاف والی بات یہ ہے کہ پولیس کے اپنے جو facts and figures ہیں اس میں انہوں نے لکھا کہ پنجاب کا جو ٹوٹل بجٹ بنا اللہ کے حکم سے پولیس اس میں سے 10 فیصد تو پہلے ہی لے گئی اور اس 10 فیصد کے علاوہ تقریباً ایک ارب روپیہ excess لے گئی۔اب کرائم ریٹ اور ان کی کارکردگی پر آ

جائیں تو یہ بہت بڑا question mark ہے کہ ہم نے ابھی ایک ارب روپیہ دیا اور 10 percent of the total budget پولیس پہلے بھی لے گئی اور اللہ کے حکم سے میرے خیال میں یہ بات قابل تعریف ہے کہ کرائم ریٹ بھی 12 فیصد بڑھ گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت قابل تعریف بات ہے کہ ادھر سے دیکھیں تو ہم پولیس کو accommodate بھی زیادہ کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کرائم ریٹ بھی ساتھ ساتھ بڑھتا جا رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومتی بنچز کا شکریہ ادا کروں گا اور یہ بات قابل تعریف ہے کہ ساتھ ساتھ کرائم ریٹ بھی بڑھ رہا ہے، justification یہ ہوتی کہ اگر یہ کم ہو جاتا۔۔۔

MR SPEAKER: Are you happy with this?

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں تو خوش اس لئے ہوں کہ جب گورنمنٹ خوش ہے تو ہمیں کیا اعتراض ہے کہ 10 فیصد ادھر سے بڑھ رہا ہے تو اُدھر 12 فیصد کرائم ریٹ بڑھ رہا ہے۔ ہم اگلی دفعہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ یہ بجٹ 50 فیصد مزید بڑھا دیں تاکہ ساتھ کرائم ریٹ بھی 100 فیصد بڑھ جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بس دو چار منٹ لوں گا۔ اب میں ایڈورٹائزمنٹ پر آتا ہوں کہ ہم ایڈورٹائزمنٹ پر کروڑ ہا روپیہ لگا رہے ہیں حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ جو project concerned ہے اگر وہ اچھا پراجیکٹ ہے تو وہ خود بولے گا itself۔ ہماری پریس بھری پڑی ہے، ہمارا الیکٹرانک میڈیا بھرا پڑا ہے، ہمارا پرنٹ میڈیا بھرا پڑا ہے اور ہم دماغ کے اندر عوام کو بار بار یہ inject کر رہے ہیں، یہ injection لگا رہے ہیں کہ ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ اپنی تعریف اچھی بات نہیں ہے چونکہ اس کی بجائے ہم سیوریج پر توجہ دے سکتے ہیں، ہم ڈسپنسریز پر توجہ دے سکتے ہیں اور ہم واٹر فلٹر پلانٹ پر توجہ دے سکتے ہیں۔ and so many other things

جناب سپیکر! اس کے بعد میڈیکل الاؤنسز پر آ جائیں، میڈیکل الاؤنسز کی یہ پوزیشن ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ڈاکٹر مراد راس صاحب نے مجھے اپنا ٹائم دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اپنا ٹائم ان کو دینا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: جی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے لیکن پھر آپ نہیں بول پائیں گے۔ آپ اپنی مرضی کر لیں پھر میں بھی کہیں مرضی کر لوں گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں نے request کی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! انہوں نے تو مجھے ٹائم دے دیا لیکن اگر آپ اس بات پر ناراض ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو پہلے ہی ایک منٹ دے دیا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اگر آپ ان کے ٹائم دینے پر ناراض ہیں تو ہم اس ٹائم کو reschedule کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں کیوں ناراض ہوں گا؟

جناب محمد سبطین خان: چلیں، ٹھیک ہے۔ اب میڈیکل receipts پر آ جائیں کہ ہم نے 21 کروڑ روپے کے میڈیکل بل اس طرح دیئے ہیں کہ جو آپ کی سپلیمنٹری گرانٹ کی بک ہے اس میں صرف نام لکھا ہوا ہے مثال کے طور پر A son of B and that's all کو 55/55 لاکھ روپیہ، 50/50 لاکھ روپیہ، 40/40 لاکھ روپیہ، 45/45 لاکھ روپیہ، 35/35 لاکھ روپیہ دیا جس کا پورا ریکارڈ آپ کی سپلیمنٹری بک میں without the giving address موجود ہے۔ اب ہونا تو یہ چاہئے کہ اگر اس کو ہم نے transparency point of view سے دیکھنا تھا اور اس کو ہم نے transparent بنانا تھا تو اس میں ان کے addresses اور دوسری تفصیل بھی ہونی چاہئے تھی۔ یہ عوام کا پیسا ہے اور اسے خرچ کرتے وقت تمام تفصیلات کو بھی maintain کرنا چاہئے۔ تقریباً 45 لاکھ روپے کا ایک چیک جاری کیا گیا جس کو ڈی سی او ساہیوال نے روک لیا۔ جب اس میں ڈی سی او ساہیوال نے intervene کیا اور اخبارات نے اس کو highlight کیا تو وہ چیک واپس آ گیا۔ اگر ڈی سی او ساہیوال intervene نہ کرتے تو وہ چیک cash ہو جاتا۔

جناب سپیکر! اب میں Local Bodies, Municipalities and their Autonomous Bodies کے حوالے سے بات کروں گا جس کے لئے تقریباً 4- ارب اور 30 کروڑ روپے رکھے گئے۔ حکومت پنجاب نے مقامی حکومتوں کے الیکشن نہیں کرائے۔ ہمارے نہایت

قابل احترام ممبر رانا ثناء اللہ خان نے on the floor of the House کہا تھا کہ TMA's کرپشن کا گڑھ ہیں اور لوکل گورنمنٹ کا جو قانون آئے گا اس میں ہم TMA's کی replacement کریں گے۔ بات ٹھیک ہوگی اور وہ قانون بن گیا۔ الیکشن ہونا یا نہ ہونا وہ بعد کی بات ہے لیکن آج تک TMA's اسی طریقے سے کام کر رہی ہیں، ان کو اسی طریقے سے funds جاری ہو رہے ہیں اور وہ کروڑوں روپے کے funds استعمال کر رہی ہیں۔ مقامی حکومتوں کے الیکشن نہ ہونے کی وجہ سے یہ funds TMA's کو نہیں جانے چاہئیں جبکہ وہ بدستور جا رہے ہیں اور میں یہ کہوں گا کہ اس میں بندر بانٹ ہو رہی ہے۔ ان funds کی شفاف طریقے سے distribution ہونی چاہئے تھی، اس سارے process کو متعلقہ ڈی سی او اور اسسٹنٹ کمشنر پر مشتمل کمیٹی monitor کرتی اور یہ دیکھتی کہ کیا اس میں کرپشن تو نہیں ہو رہی؟ انہوں نے TMA's کے documents کو اتنا خفیہ طریقے سے رکھا ہوا ہے اور اگر ہم بطور ممبر حزب اختلاف یا ایم پی اے پنجاب اس کو دیکھنا چاہیں تو ہمیں اس ریکارڈ تک رسائی نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ہمیں وہ ریکارڈ چیک کرنے نہیں دیا جاتا تو پھر ہم اس میں سے کرپشن کے element کو کیسے point out کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: قانون کے مطابق access to information کا حق آپ کو حاصل ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! آپ بالکل ٹھیک فرما رہے ہیں لیکن TMA's میں اتنی ہیرا پھیری ہے کہ اس کے لئے ایک خصوصی کمیٹی بنانے کی ضرورت ہے جو ان سارے معاملات کو دیکھے۔ اب میرے علم میں نہیں کہ ہمارے وزیر قانون رانا مشہود احمد خان ہیں یا رانا ثناء اللہ خان ہیں تو جو بھی وزیر قانون ہیں ان سے آپ کہہ دیں کہ وہ ایک کمیٹی تشکیل دیں اور TMA's کا ریکارڈ چیک کرائیں۔ میں یہ بات on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ اگر TMA's پنجاب کے ریکارڈ میں کروڑوں، اربوں روپے کا گھپلا نہ ملا تو پھر آپ جو سزا دیں گے مجھے وہ منظور ہوگی لیکن اس کمیٹی میں حزب اختلاف کے ایک یا دو معزز ممبران کو شامل کیا جائے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ TMA's کے documents کو اتنا secret کیوں رکھا ہوا ہے؟

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے 35 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا تھا جبکہ 54 کروڑ روپے خرچ کر دیئے گئے ہیں۔ اب خدانخواستہ وہاں کوئی natural calamity تو ہوئی نہیں۔ اللہ رحم کرے کوئی گیس کا پائپ پھٹا اور نہ ہی swimming pool سے پانی باہر آیا۔ میں نے یہ بھی سُنا ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے سیکرٹریٹ کے اخراجات کو کافی کنٹرول کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود

وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات 11لاکھ روپے per dayہو رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اجلاس میں معزز ممبران کو ایک ناشتے کے علاوہ تو کبھی invite نہیں کیا گیا۔ اگر یہ دال سبزی کا خرچ ہے تو پھر اللہ رحم کرے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا۔

جناب سپیکر! مورخہ 8-جون 2014کو "Dawn News" میں ایک خبر چھپی جس میں لکھا ہوا ہے کہ وزیر خزانہ، سیکرٹری خزانہ اور چیئرمین محکمہ پی اینڈ ڈی نے جو بجٹ بنایا اس میں developmentکے لئے 290-ارب روپے رکھے گئے تھے جبکہ انہوں نے صرف 110-ارب روپے خرچ کئے ہیں۔ Which comes to approximately 37 percent of the total amount. یعنی ترقیاتی کاموں کے لئے جو رقم رکھی گئی تھی اس میں سے انہوں نے 37فیصد خرچ کی ہے۔ میں "Dawn News" کی خبر کو authentic اس لئے کہہ رہا ہوں کیونکہ حکومت کے کسی corner سے اس کو challenge نہیں کیا گیا۔ ہم نے آج تک یہی سُنا ہے کہ خاموشی کو رضامندی سمجھا جاتا ہے۔ جب انہوں نے اس خبر کو challenge نہیں کیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت "Dawn News" کی اس خبر سے متفق ہے۔ اب انہوں نے اپنے ترقیاتی بجٹ کا صرف 37فیصد خرچ کیا ہے اور باقی رقم خرچ نہیں کی گئی تو اس پر میں سب سے نرم لفظ یہی کہوں گا یہ حکومت کی نااہلی ہے اس سے زیادہ نرم لفظ میرے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ:

"Silence, silence says a lot and at the moment it is."

بڑی مہربانی۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جناب ماجد ظہور صاحب!۔۔۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں۔ رانا لیاقت علی صاحب!۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ محترمہ رخسانہ کوکب صاحبہ!

محترمہ رخسانہ کوکب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے اس ایوان میں بولنے کا موقع دیا۔ میں اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے پنجاب کے لئے عوام دوست بجٹ پیش کیا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! لکھی ہوئی تقریر پڑھنے کی اجازت نہیں۔ آپ notes دیکھ سکتی ہیں۔

محترمہ رخسانہ کوکب: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔ میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ان کی ٹیم کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کیونکہ اس سے پہلے اتنا اچھا بجٹ پیش نہیں کیا گیا۔ اس بجٹ میں

تعلیم، صحت اور فلاحی منصوبوں پر بے حد دھیان دیا گیا ہے جس سے صوبے میں بسنے والے افراد کی یقینی بہتری ہو گی مگر ہمارے نام نہاد دشمن ہمارے منصوبوں کی راہ میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ہم پہلے ہی خارجی انتشار کا شکار ہیں اور یہ ہمیں داخلی مصائب میں اُلجھا رہے ہیں۔اس پر میں یہ کہوں گی کہ:

وہ فریب خُوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے راہ و رسم شہبازی

جناب سپیکر! جو یہود و نصاریٰ کی کوکھ میں پروان چڑھا ہو وہ جمہوری اقدار اور اسلامی شعار کو کیا سمجھے گا؟ اب میں ضمنی بجٹ پر بات کرتی ہوں۔آشیانہ سکیم، دانش سکول، ہر طرف سڑکوں کے جال، میٹرو بس جیسے منصوبے، ہونہار طلباء کی حوصلہ افزائی، صحت اور تعلیم کے لئے خصوصی اقدامات ہماری قیادت کی عمدہ روایات ہیں۔[*****]

جناب سپیکر: ایسے الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

محترمہ رُخسانہ کوکب: جناب سپیکر! وہ کہتے ہیں کہ یہ ترقی کیوں ہو رہی ہے؟ جبکہ صوبہ سندھ، بلوچستان اور KPK کی عوام کہہ رہی ہے کہ کاش! میاں محمد شہباز شریف ہمارے صوبہ کا وزیر اعلیٰ ہوتا۔ ہماری قیادت نے کبھی نعشوں پر سیاست نہیں کی جبکہ ہمارے مخالفین جو ملک کو ترقی کرتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتے وہ نعشوں پر سیاست کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میٹرو بس کی صورت میں ہماری حکومت نے عوام کو معیاری اور سستی ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کے لئے صوبائی دارالحکومت اور اب دوسرے بڑے شہروں میں بھی یہ منصوبہ شروع کر رہی ہے۔میں آخر میں یہ کہوں گی کہ:

شوق پرواز رکھتے ہو تو شاہین بنو
یوں تو کوے بھی ہواؤں میں اُڑا کرتے ہیں

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار قیصر عباس خان مگسی صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ملک احمد سعید خان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری طارق سبحانی صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ سلمیٰ شاہین بٹ صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ چودھری غلام مرتضیٰ صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ کنیز اختر صاحبہ!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ کنیز اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے رحمٰن اور رحیم خدا حرفِ آغاز تیرے نام سے ہے۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اتنا متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر نہ صرف وزیر خزانہ کو بلکہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جن کی فہم وفراست اور باہم مشاورت سے اتنا اچھا، عوام دوست اور متوسط طبقہ کا بجٹ پیش کیا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس بجٹ میں جہاں صحت، تعلیم، فلاحی منصوبوں اور عام آدمی کے زیر استعمال اشیاء پر ٹیکس نہیں لگایا گیا بلکہ اُن اشیاء کی مد میں انتہائی خطیر رقوم کی سبسڈی دے دی گئی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ آئندہ آنے والے دنوں میں ہمارا ملک نہ صرف صحت، تعلیم اور فلاحی منصوبوں میں ترقی کرے گا بلکہ ایک عام آدمی کی زندگی خوشحال ہو جائے گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایک عام آدمی بازار سے جو بھی چیز خریدتا ہے اُس پر ٹیکس لاگو ہو جاتا ہے۔ آپ صابن کی ہی ٹکیہ خریدیں تو اُس میں بھی ٹیکس شامل ہوتا ہے۔ ٹیکس صرف لگژریز اور بڑی بڑی جائیدادوں پر ہونا چاہئے۔ آئندہ اس چیز کو ذہن میں رکھا جائے کہ بازار سے ملنے والی عام چیزوں پر اس طرح کے نئے ٹیکس نہیں ہونے چاہئیں۔ کل ہی اخبار میں آیا اور ٹی وی پر بھی slide چل رہی تھی کہ بجلی 80 پیسا فی یونٹ سستی ہو گئی ہے اور یہ سولر انرجی کے نئے منصوبے کے تحت سستی ہوئی ہے تو یہ بہت ہی خوش آئند بات ہے کہ اگر بجلی سستی ہوئی ہے اور ڈالر سستا ہوا ہے تو یہ ملک ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا ہو رہا ہے۔ میں وزیر قانون سے یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ ایک واقعہ رونما ہو جاتا ہے، ڈکیتی یا قتل و غارت ہو جاتی ہے تو لوگ ایف آئی آر کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں اور کئی کئی دن اُن کی ایف آئی آر نہیں کاٹی جاتی۔ آئندہ بننے والے قوانین میں اگر اس چیز کو شامل کر دیا جائے کہ معاشرہ میں جب بھی کوئی واقعہ رونما ہو خواہ وہ ڈکیتی، قتل و غارت یا domestic violence ہو تو کوئی ایسا غیر جانبدار بندہ ہو جو تھانہ میں جا کر اُس واقعہ کی ایف آئی آر کٹوائے۔ اگر یہ بات ہمارے قانون میں شامل ہو جائے تو تھانہ کلچر اور رشوت کی روک تھام بھی ہو سکتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ آئندہ ایسے منصوبہ جات تیار کئے جائیں جن سے ہمارے معاشرہ میں اصلاحی نظام ہو تو ہمارے مخالفین اُس بارے میں جتنا بھی زیادہ شور مچائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا۔ ہمارا یہ بجٹ بہت خوش آئند ہے کیونکہ ہم نے تعلیم اور صحت میں بہت زیادہ فنڈز مختص کئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف ایک بات کہنا چاہوں گی کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے تو ہمیں اسلامی اقدار کی پاسداری کرنی چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سردار شہاب الدین خان صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہمارے سینئر پارلیمنٹیرین جناب سبطین خان صاحب نے بہت باتیں کیں لیکن میں مختصراً عرض کروں گا کہ ضمنی بجٹ وہ ہوتا ہے کہ کسی کام کے لئے جو بجٹ رکھا جائے اُس سے اخراجات زیادہ ہوں۔ انہوں نے اس ضمنی بجٹ میں 22۔ارب روپیہ excess کی demand کی ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ education or health sector میں excess مانگتے۔ میں نے جو ضمنی بجٹ کی کتاب پڑھی ہے اس میں بہت تھوڑی demands آئی ہیں اور ان departments میں آئی ہیں جن میں کرپشن involve ہوتی ہے۔ ان میں بہت huge amount مانگی گئی ہے جیسے roads and bridges کی مد میں 15۔ارب روپے اضافی اس ضمنی بجٹ میں مانگے ہیں۔

جناب سپیکر! معزز وزیر خزانہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میں آپ کے توسط سے سندھو صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ note فرمالیں۔

جناب سپیکر: جی، تین منسٹر صاحبان ایوان میں آپ کے سامنے موجود ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پچھلے بجٹ 14-2013 میں یہاں بڑے بلند و بانگ دعویٰ سے معزز وزیر خزانہ نے کہا تھا کہ لیہ تونسہ پُل بنائیں گے کیا وہ ہوا میں اُڑ گیا ہے یا کہاں گیا ہے؟ مجھے خوشی ہوتی کہ اس ضمنی بجٹ میں ان 15۔ارب روپے میں سے صرف 2۔ارب روپے ہی جنوبی پنجاب کے لئے مانگ لئے جاتے۔ حکومت پنجاب کا جو جنوبی پنجاب کا نعرہ ہے اور سالانہ بجٹ 15-2014 میں اس کے لئے 36 فیصد فنڈز مختص کئے گئے ہیں لیکن اس ضمنی بجٹ میں اس کا کوئی نام ونشان نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس 15۔ارب روپے میں اگر آپ جنوبی پنجاب کے roads کو دیکھ لیں خصوصاً لیّہ کی roads کو دیکھ لیں جو پورے پنجاب میں گندم کی پیداوار میں سرفہرست ہے۔ ہمیں جو گندم فراہم کرتا ہے وہاں farm to market roads کی حالت دیکھنے کے قابل نہیں ہے۔ آپ Sugarcane کو دیکھ لیں وہاں خصوصاً میرے حلقہ پی پی۔263 میں 80 فیصد Sugarcane کاشت ہوتا ہے۔ وہاں سڑکوں کی حالت دیکھ لیں کہ وہاں Sugarcane کو ملوں تک لانے کے لئے جو مسائل کاشتکاروں کو درپیش ہیں، میں کئی مرتبہ تحاریک التوائے کار دے چکا ہوں لیکن میرے علم میں نہیں ہے کہ ایک سال گزر گیا ہے اور میری تحاریک التوائے کار کیوں نہیں آتیں؟ میں نے بارہا ضلعی انتظامیہ کو لکھا ہے حتیٰ کہ میں نے ایک خط محترم وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی لکھا ہے کہ لیّہ میں سڑکوں کی حالت نہ

ہونے کے برابر ہے اور ہم غریب کاشتکاروں سے جو cess fund کاٹا جاتا ہے اس مد میں پچھلے سال کے پانچ کروڑ روپے کین کمشنر صاحب نے، جیسے ایک bureaucratic بات ہوتی ہے کہ فائل آگے نہیں چلنے دینی اور وہ دبا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ ہمارا ہی پیسا ہے جو ہماری سڑکوں پر خرچ نہیں ہو گا تو کہاں ہو گا؟

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ اتنا پیسا ضمنی بجٹ میں مانگ تو لیا جاتا ہے جبکہ پہلا پیسا خرچ نہیں ہوتا اور وہ تخت لاہور پر آ جاتا ہے۔

جناب سپیکر: تخت بادشاہوں کے ہوتے ہیں یہ جمہوریت ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں تو تخت ہی کہوں گا۔ آپ اسی بجٹ میں دیکھ لیں کہ 2۔ارب 42 کروڑ روپے کی سبسڈی میٹرو بس پر دی گئی ہے۔ یہ رقم اگر جنوبی پنجاب پر خرچ ہو جاتی تو اس سے جنوبی پنجاب کے چار اضلاع کی Roads, Education and Health Sector میں حالت بہتر ہو جاتی۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور پھر عرض کرتا ہوں کہ ہمیں خوشی ہوتی کہ Health and Education کے لئے یہ supplementary grants demand کرتے۔ اس ضمنی بجٹ میں صرف ان محکموں کے لئے رقم مانگی گئی جہاں صرف اور صرف کرپشن involve ہے۔ Roads and bridges، میٹرو بس جنگلات اور خصوصاً TMA's میں رقم مانگی گئی ہے۔

جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ ایکٹ اسی پنجاب اسمبلی سے پاس ہوا۔ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ معزز سابق وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان یہاں کہہ چکے تھے اور میں سبطین خان صاحب کی بات کو second کرتے ہوئے کہوں گا کہ TMA's میں بہت کرپشن ہوئی ہے۔ لوکل گورنمنٹ کا ایکٹ بھی پاس ہو گیا لیکن اس پر implement کیوں نہیں ہوا؟ ابھی تک وہی ضلعی حکومت، وہی TMA's، وہی یونین ایڈمنسٹریشن ہے۔ اگر یہ ضلعی حکومت والا نظام خراب تھا تو آج سال ہونے کو ہے تو اس کا format تبدیل کیوں نہیں ہوا؟ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ضلعی حکومت کا نظام ٹھیک تھا۔ اس ضمنی بجٹ میں انہوں نے 4۔ارب 29 کروڑ روپے TMA's کے لئے demand کئے ہیں۔ اس سے پہلے TMA's نے جو بندر بانٹ کی ہے اور جو پیسا یوتھ فیسٹیول پر لگا۔ میں on the floor of the House یہ بات ریکارڈ پر لاؤں گا کہ ہمارے دو ایڈیشنل کمشنرز لیہ سے ٹرانسفر ہوئے ہیں جنہوں نے بطور ایڈمنسٹریٹر ٹی ایم اے لیہ یوتھ فیسٹیول کے بلوں پر دستخط نہیں کئے۔ ہمارے صوبہ میں اگر کرپشن اتنی بڑھ گئی ہے تو پھر یہ 4۔ارب 29 کروڑ روپے کی جو demand کی گئی ہے اس کی کیا ضرورت ہے؟

خدارا حکومت پنجاب یہ کہنا تو چھوڑ دے کہ پنجاب پڑھا لکھا اور کرپشن سے پاک ہے۔ میں آج نشاندہی کر رہا ہوں کہ جو پیسا یوتھ فیسٹیول پر خرچ ہوا ہے میں آپ کے توسط سے معزز وزیر خزانہ اور دیگر قابل احترام وزراء جو بیٹھے ہیں ان سے کہوں گا کہ اس کی انکوائری کرائی جائے کہ کیوں دو ایڈیشنل کمشنرز نے بطور ایڈمنسٹریٹر بلوں پر دستخط نہیں کئے تیسرا ADC آیا جس نے ان بلوں پر دستخط کئے ہیں۔ اس کی انکوائری ہونی چاہئے اور کرپشن میں جو اہلکار ملوث ہے ان کو قرار واقعی سزا ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہیلتھ اور ایجوکیشن میں انہوں نے جو demands کی ہیں وہ بہت تھوڑی ہے۔ میں محترم وزراء اور آپ کو بھی دعوت دوں گا کہ آپ لیّہ تشریف لائیں وہاں ہیلتھ اور ایجوکیشن سیکٹر میں اگر آپ وہاں visit کریں تو خدارا آدمی رونے پر آ جاتا ہے۔

جناب سپیکر! DHQ's ہسپتال، THQ's ہو، RHC's ہو یا BHU's ہوں وہاں پر پچھلے ایک سال سے اسپرین کی ایک گولی تک available ہے اور نہ ہی ڈاکٹرز موجود ہیں۔ اگر صوبہ پنجاب میں لاہور اور اس کے گردونواح ہی پنجاب ہے تو آپ کے توسط سے میں حکومت سے کہوں گا کہ جنوبی پنجاب کے ایسے اضلاع کو نقشے سے ہی کاٹ دیا جائے جہاں کوئی ترقیاتی کام کیا بلکہ حکومت وقت کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! بہت مہربانی۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں اور ایجوکیشن کے حوالے سے گزارش کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ نے پہلے ہی وہ بات کر لی ہے اور ہم نے آپ کی ساری بات سن لی ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں ایجوکیشن پر آخری بات کرنے لگا ہوں۔ ایجوکیشن کے حوالے سے میں نے یہاں حکومت کو appreciate بھی کیا کہ ایجوکیشن میں جو recruitment ہوئی وہ بہت صحیح طریقے سے، بڑی transparent اور میرٹ کی بنیاد پر ہوئی ہے لیکن لیّہ میں recruitment کی ابھی بہت ضرورت ہے۔ وہاں پر male, female side پر سکول بند پڑے ہوئے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ مہربانی کر کے اس recruitment کو پورا کیا جائے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! بہت مہربانی۔ جی، جناب محمد خرم گلفام!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب عارف محمود گل!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب خرم اعجاز چٹھہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب شوکت حیات خان بوسن صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب امیر محمد خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب اکمل سیف چٹھہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری رفاقت حسین گجر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب ظفر اقبال صاحب۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نبیرہ عندلیب صاحبہ!

محترمہ نبیرہ عندلیب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ اس بجٹ کے حوالے سے میں کہوں گی کہ یہ بجٹ بہت ہی تفکر، محنت اور عوام کی فلاح کے جذبے سے بنایا گیا ہے اور اس میں دوسری کوئی رائے نہیں ہے۔ جن ملکی حالات میں یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کے لئے میں سی ایم اور ان کے مخلص و معاون وزیر خزانہ اور پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور وہ اس کے مستحق بھی ہیں۔ میرے ذہن میں کچھ تجاویز ہیں جو میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ حکومت پنجاب کے بجٹ میں ترجیحات کی ترتیب بہت حکیمانہ ہے لیکن ایک بہت اہم امر جو کہ من حیث القوم انحطاط پذیر ہے وہ افراد کی اخلاقی تعلیم و تربیت سے بے اعتنائی ہے۔ میں نے اپنی پری بجٹ بحث میں بھی اس پر زور دیا تھا کہ اس کو اپنی تعلیمی ترجیحات میں شامل کیجئے اور قرآن و حدیث جیسے اخلاقی لٹریچر میں سے "سورۃ الحجرات" کو ہر طبقہ اور شعبہ ہائے زندگی کی ٹریننگ اور سلیبس کا حصہ بنائیے اور انٹرٹیمنٹ کے نام پر غیر اخلاقی activities کو کنٹرول کیا جائے۔ بجٹ میں کم عمر بچیوں کی شادی کے حوالے سے جو ذکر ہے وہ شرعاً جائز نہیں ہے اور کوئی دوسرا مذہب بھی اس کی اجازت نہیں دیتا اور اس قسم کی قانون سازی کے لئے مستند علماء سے راہنمائی لی جائے۔ خدمات پر سیلز ٹیکس کے لئے وکلاء اور ڈاکٹرز کے ساتھ ساتھ ٹرینرز مبلغین، خطیب اور نعت خواں بھی شامل کئے جائیں۔ اسٹامپ ڈیوٹی میں کمی بھی احسن ہے اس کو مزید کم کیا جاسکتا ہے۔ تعلیمی اداروں، دینی مدارس اور مساجد کی رجسٹریشن کے نظام کو مزید بہتر بنائیں۔ 2014-15 میں پولیس کے بجٹ میں بھی 16 فیصد اضافہ کیا گیا ہے یہ ضائع ہو جائے گا جب تک ہم پولیس کی اخلاقی تربیت نہیں کریں گے جیسے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں ہم نے دیکھا ہے۔ اسمبلی میں بجٹ پیش ہونے کا محض یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم ستائش تک محدود رہیں بلکہ اس کی implementation کے لئے ہم سب کو کمر بستہ ہونا پڑے گا۔ بجٹ کی کامیابی کے لئے یہ آیت مبارکہ کا حوالے دے کر میں سی ایم کی اس امید اور نصیحت کو دہرانا چاہوں گی جس کی انہوں نے ہم اور عوام سے توقع کر رکھی ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

"بے شک اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتے جب تک کہ وہ خود اپنی حالت تبدیل نہ کرنا چاہے۔"

جناب سپیکر! عوام کا ہر طبقہ خصوصاً تمام منسٹرز، ایم پی ایز اور ایم این ایز ایمانداری اور شب و روز محنت کے بغیر ان visions کو کامیاب نہیں بنا سکتے۔ بجٹ میں مقرر کردہ اعداد و شمار اور targets کے حصول کے لئے محکمہ جات کی سختی سے مانیٹرنگ کرنے کی ضرورت ہو گی۔ وہ تین حیثیتوں سے ہو گی۔

1۔ وزیر اعلیٰ کی مانیٹرنگ ٹیم کرے،

2۔ وزراء اور معزز ممبران صوبائی اسمبلی کریں،

3۔ محکموں کے افسران، اہلکاران اور ذمہ داران کریں۔

جس کی بنیاد اس حدیث مبارکہ پر ہونی چاہئے كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ "تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے سوال کیا جائے گا۔" ہر تین ماہ کے بعد رپورٹس کا جائزہ لینا چاہئے۔ اگلا بجٹ پیش کرنے سے پہلے پچھلی improvement, achievement and projects کے متعلق معلومات اور نتائج ایوان کے سامنے پیش کئے جائیں۔ اس طرح ہم ان targets کو achieve کر لیں گے اور انشاء اللہ پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن بھی ہو گا۔ میں تین مسائل پیش کرنا چاہوں گی۔ پہلے نمبر پر کہ مغل پورہ کی آبادی میں پانی کا بہت مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر! دوسرے نمبر پر چوبچہ سٹاپ کے علاقہ میں ٹریفک کے پیش نظر ایک انڈر پاس بنانے کی ضرورت ہے اور تیسرے نمبر پر گڑھی شاہو کے علاقہ میں سلائی سکول کی ضرورت ہے۔ اس وقت من حیث القوم ہمیں اپنی خودی کے حوالے سے بھی بہت زیادہ improvement کی ضرورت ہے۔ میں علامہ اقبال کے اس شعر پر اپنی گفتگو کا اختتام کرتی ہوں۔

میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: محترمہ! شکریہ۔ اس سے پیشتر کہ میں اگلا نام پکاروں؟ چودھری محمد اکرم صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک ایوان میں پیش کریں۔

مسودہ قانون مفت اور لازمی تعلیم پنجاب 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد اکرم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Free and Compulsory Education Bill 2014 (Bill No. 16 of 2014).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔جولائی 2014 سے دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Free and Compulsory Education Bill 2014 (Bill No. 16 of 2014).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔جولائی 2014 سے دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Free and Compulsory Education Bill 2014 (Bill No. 16 of 2014).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔جولائی 2014 سے دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب احمد خان بھچر صاحب تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق سال14-2013 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر12 ,11 ,9سال2013اور 6, 7, 8, 9, 11, 12, 14, 15, 16, 17, 19, 20سال2014کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر12 ,11 ,9سال2013اور 6, 7, 8, 9, 11, 12, 14, 15, 16, 17, 19, 20سال2014کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر12 ,11 ,9سال2013اور 6, 7, 8, 9, 11, 12, 14, 15, 16, 17, 19, 20سال2014کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: اب احمد خان بھچر صاحب تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

تحاریک استحقاق سال14-2013 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں

"تحاریک استحقاق نمبر 7, 6 سال 2013 اور 18, 13, 3, 1 سال 2014 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، رپورٹیں پیش ہو چکی ہیں۔ اگلے مقرر ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب ہیں۔

ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

(---جاری)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے سالانہ بجٹ کے اوپر بھی بات کرنے کی کوشش کی لیکن timing set نہ ہو سکی اور بائیکاٹ کے معاملات کی وجہ سے بھی نہ ہو سکی۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ بے شک پچھلے سال کے بجٹ پر بھی بات کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن دس منٹ کے اندر اندر کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں جو معاملہ ابتدا میں ایوان کے اندر پیش کرنا چاہتا ہوں وہ بہت ہی اہم ہے اور میں آپ سے اور آپ کے توسط سے پورے ایوان سے گزارش کروں گا کہ ذرا توجہ کے ساتھ میری یہ بنیادی باتیں سماعت فرمائیں۔ میں اپنی بات کا آغاز سورۃ البقرہ کی ان آیات سے کرنا چاہتا ہوں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ
یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا
الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ
فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ
وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ
لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا
اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ
فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ
كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

جناب سپیکر: معزز ممبران اپنے اپنے ٹیلیفون بند کریں اور مہربانی کریں ورنہ ضبط ہو سکتے ہیں۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ:

شروع اللہ کے نام سے جو بے انتہا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ سودے کو اللہ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام تو جس شخص کے پاس اللہ کی نصیحت پہنچی اور وہ (سود لینے سے) باز آ گیا تو جو پہلے ہو چکا وہ اس کا اور (قیامت میں) اس کا معاملہ اللہ کے سپرد اور جو پھر لینے لگا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں (جلتے) رہیں گے (275) اللہ سود کو نابود (یعنی بے برکت) کرتا اور خیرات (کی برکت) کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا (276) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کو ان کے کاموں کا صلہ اللہ کے ہاں ملے گا اور (قیامت کے دن) ان کو نہ کچھ خوف ہوا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (277) مومنو! اللہ سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو (278) اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کے لئے (تیار ہوتے ہو) اور اگر توبہ کر لو گے (اور سود چھوڑ دو گے) تو تم کو اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے جس میں نہ اوروں کا نقصان اور نہ تمہارا نقصان (279) اور اگر قرض لینے والا تنگ دست ہو تو (اسے) کشائش

(کے حاصل ہونے) تک مہلت (دو) اور اگر (زر قرض) بخش ہی دو تو تمہارے
لئے زیادہ اچھا ہے بشرطیکہ سمجھو (280)

جناب سپیکر! یہ سُود کے حوالے سے اُس ذاتِ پاک کا حکم ہے جو اس پوری کائنات کا خالق و مالک ہے اور اس ملک پاکستان کے اندر جس کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے اور اس ملک کا آئین اور اس کی شق نمبر 2A اس بات کو کہتی ہے کہ اس ملک کے اندر حاکمیت اللہ کی ہو گی اور آئین کی ایک اور شق کے تحت اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ پندرہ سال کے اندر اندر تمام قاعدے اور قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق استوار کر دیا جائے گا۔ وہ تاریخ گزر گئی لیکن اس کے مطابق ہماری پارلیمنٹ اس نظام کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات کے تابع نہیں کر سکی۔ سُود اسی طرح رواں دواں ہے۔ اس سال جو فیڈرل بجٹ پیش ہوا ہے اس میں 1300۔ ارب روپے کی اتنی بڑی رقم رکھی گئی ہے جو سُود کی قسطوں کی ادائیگی کے لئے ہم نے اندرون ملک کے بنکوں اور بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے لئے ہیں۔ یہ رقم کہاں سے آتی ہے؟ زرداری صاحب نے اپنی جیب سے اس رقم کی ادائیگی کی اور نہ ہی اس وقت کے جو موجودہ حکمران ہیں اُن کی جیبوں سے جائے گی۔ یہ سُود پر قرضے اتارنے کے لئے مزید قرضے لئے جا رہے ہیں۔ Statistics کہتے ہیں کہ جو پچھلا دَور تھا اور جو موجودہ دَور ہے جس کو ابھی ایک سال ایک مہینہ ہوا ہے ان میں 20۔ ارب ڈالر کے قرضے اس ملک کے اوپر economic survey کے مطابق مزید لادے گئے ہیں۔ Pakistan Institute of Economics Development ہر سال ایک economic review چھاپتا ہے جس میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے اور یہ ایک باضابطہ سرکاری ادارہ ہے۔ اس سُود کے دینے میں آپ بھی شامل ہیں، میں بھی شامل ہوں اور اس ملک کی ساٹھ فیصد آبادی ٹیکسوں کے ذریعے سے قومی خزانے کو بھرتی ہے جس میں سے یہ سُود ادا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مساجد جہاں پر اللہ کا ذکر کرنے کے لئے، نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے اور اپنی پیشانی کو اس کے حضور ٹیکنے کے لئے جاتے ہیں، یہ مساجد بھی سُود دینے والوں میں شامل ہو جاتی ہیں کیونکہ مساجد میں جو بجلی کا بل آتا ہے اس میں چھ سات ٹیکس لگے ہوتے ہیں جو قومی خزانے میں چلا جاتا ہے۔ اس طرح ساٹھ فیصد اس ملک کی آبادی، علمائے کرام، آپ اور ہم سب نہ چاہتے ہوئے بھی سُود کی ادائیگی میں ٹیکسوں کے ذریعے اپنی حلال کی کمائی میں سے دینے پر مجبور ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری طرف رب کا حکم اس حوالے سے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کر دیا ہے کہ رب نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ اب اس حکم کے بعد جو یہ سُودی کام کرتے رہیں گے وہ

پھر ہمیشہ جہنم کے اندر رہیں گے۔اس کے علاوہ میں دو باتیں اس ہستی کے حوالے سے بھی کرنا چاہتا ہوں جس کے اوپر درود و سلامتی خود رب نے بھیجی ہے۔ میری مراد آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہے۔انہوں نے سُود کے گناہ کے حوالے سے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ اگر گناہوں کے ستّر درجے کئے جائیں تو آخری درجہ یعنی کم سے کم وزن والا درجہ حدیث کے مطابق یہ بنتا ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنی سگی ماں سے زنا کرتا ہے۔ میں دونوں طرف بیٹھے ممبران کو متوجہ کر رہا ہوں کہ یہ بات کوئی معمولی نہیں ہے کہ آپ اس کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیں۔ میں اس حدیث کو repeat کرتا ہوں کہ آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ جو سُود کا کام کرتا ہے وہ ایسے ہے جیسے اپنی سگی ماں کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ یہ بڑی خوفناک بات ہے اور اللہ کے نبی ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ:

"سود لینے والا، سود دینے والا، اس کی دستاویز کے کاتب اور اس پر گواہی دینے والا سب پر اللہ کی لعنت"۔

جناب سپیکر! میں نے یہ دو چار باتیں بالکل اتمام حجت کے طور پر اس معزز ایوان میں رکھی ہیں اور اس موقع پر میں یہ بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ کا وژن بھی اس حوالے سے بالکل clear تھا۔ جب سٹیٹ بنک آف پاکستان کی inauguration کر رہے تھے تو اس موقع پر قائد اعظم محمد علی جناحؒ کا ایک چھوٹا سا اقتباس آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یکم جولائی 1948 کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے کہا کہ:

"سٹیٹ بنک کا تحقیقی شعبہ بنکاری کے طور طریقوں کو معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے اسلامی تصورات سے ہم آہنگ کرنے کے سلسلے میں جو کام کرے گا میں ان کا دلچسپی کے ساتھ انتظار کروں گا۔ اس وقت مغربی اقتصادی نظام نے تقریباً ناقابل حل مسائل پیدا کر دیئے ہیں اور ہم میں سے اکثر کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید کوئی معجزہ ہی اس دنیا کو اس بربادی سے بچا سکے گا جس کا اسے اس وقت سامنا ہے۔ یہ افراد کے مابین انصاف کرنے اور بین الاقوامی سطح پر ناچاقی کو دور کرنے میں ناکام ہو گیا ہے، برعکس اس کے گزشتہ نصف صدی میں دو عالمی جنگوں کی زیادہ تر ذمہ داری بھی اس کے سر ہے۔ مغربی دنیا اس وقت اپنی مکینیکل

اور صنعتی اہلیت کے باوصف جس بدترین ابتری کی شکار ہے وہ اس سے پہلے شکار ہوئی ہے نہ ہو گی۔ مغربی اقدار، نظریے اور طریقے خوش و خرم اور مطمئن قوم کی تشکیل کی منزل کے حصول میں ہماری مدد نہیں کر سکیں گے۔ ہمیں اپنے مقدر کو سنوارنے کے لئے اپنے ہی انداز میں کام کرنا ہو گا اور دنیا کے سامنے ایسے اقتصادی نظام کو پیش کرنا ہو گا جس کی اساس انسانی مساوات، معاشرتی عدل کے سچے اسلامی تصور پر استوار ہو"۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بس کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بس ایک منٹ میں مکمل کرتا ہوں۔ یہ جو بانی پاکستان ہیں اور مسلم لیگ (ن) اور ساری مسلم لیگیں "(الف) سے لے کر (ے)" تک تو ساری بن گئی ہیں اور تمام ہی کہتی ہیں کہ ہم قائداعظم کے وارث ہیں۔ میں نے آپ کی خدمت کے اندر یہ باتیں رکھی ہیں اور میں بہت ہی دردمندی کے ساتھ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ یہ سودی نظام کے حوالے سے اپنی wind up speech کے اندر اس معزز ایوان کو بتائیں کہ یہ جو آئین کی خلاف ورزی ہے اور وفاقی شرعی عدالت کے فل بنچ کا فیصلہ ہے کہ اس ملک کے اقتصادی نظام کو غیر سودی بنیادوں پر استوار کیا جائے۔ یہ فیصلہ نومبر 1991 میں ہوا تھا اور اس وقت انہوں نے 30-06-1992 تک cut date دی تھی کہ وفاقی حکومت اپنے تمام معاملات کو غیر سودی کر لے لیکن وہ حکمران جو اس وقت تھے اب بھی ہیں اور وہ اس کے خلاف سپریم کورٹ میں stay کے لئے گئے جس پر آج بھی یہ سود کی لعنت والا نظام چل رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بس کریں، ڈاکٹر صاحب! محترمہ میری گل صاحبہ!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں صرف دو باتیں کرنا چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ڈاکٹر صاحب! یہ باتیں آپ پہلے کرتے اب نہیں۔ آپ لکھ کر بھیج دیں ہم ادھر دے دیں گے۔ اب محترمہ کا وقت ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ میری گل: جناب سپیکر! 8- اپریل 1947 کو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس وقت کے مسیحی راہنما اور متحدہ پنجاب کے پہلے سپیکر دیوان بہادر ایس پی سنگھا صاحب سے گفتگو کرتے ہوئے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ:

The day will come when Christians will bless the day they chose to be Pakistanis

اسی پُر اعتمادی کو مدنظر رکھتے ہوئے جب24۔جون کو اکالی دل کے راہنما ماسٹر تارا سنگھ نے اسی پنجاب اسمبلی کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ "جو مانگے گا پاکستان اسے ملے گا قبرستان"تو دیوان بہادر ایس پی سنگھا نے کہا تھا کہ "سینوں پر گولی کھائیں گے پاکستان بنائیں گے"۔

جناب سپیکر!اس بجٹ پر تنقید کرنے والے اور غیر جمہوری روّیے رکھنے والوں سے میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا پاکستان کے مسیحیوں کے لئے وہ دن مبارک تھا جس دن ان کے ادارے Nationalizationکے نام پر چھین لئے گئے یا وہ دن مبارک تھا جب وزیر اعلیٰ صاحب کے پی کے الیکشن کے کچھ عرصہ بعد یعنی حکومت سنبھالنے کے بعد اپنی تجویز دیتے ہیں کہ کے پی کے کے سینٹری ورکر کا کام اقلیتوں کے سپرد کر دیا جائے کیونکہ یہاں کے مسلمان گلیاں اور سڑکیں صاف کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ مسیحیوں کے لئے وہ دن مبارک تھا جب سانحہ پشاور ہوا اور چرچ پر تاریخ کا بدترین اور قلمی خودکش حملہ ہوا تو تین دن بعد "نیا پاکستان کے خواب" دکھانے والے ہسپتال کے باہر آ کر ان مسیحی زخمیوں کی عیادت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ طالبان کو دفتر کھولنے کی اجازت دی جائے۔ یہ مسیحی زخمیوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف تھا۔

جناب سپیکر!مسیحیوں کے لئے وہ دن مبارک تھا جب قائد محترم نے ملک کی باگ ڈور سنبھالتے ہوئے اتوار کو چھٹی کا دن قرار دیا جس سے گرجا گھروں کی رونقیں بحال ہوئیں۔ مسیحیوں کے لئے وہ دن مبارک تھا جب پہلی بار ایک مسیحی کو وزارت خزانہ کا قلمدان سونپا گیا اور مسیحیوں کے لئے وہ دن مبارک تھا جب ایک مسیحی ممبر کو وزیر صحت اور وفاق میں ایک مسیحی کو پورٹ اینڈ شپنگ کا قلمدان سونپا گیا۔ مسیحیوں کے لئے یہ دن مبارک تھا جب بجٹ میں500 ملین روپے کی گرانٹ مختص کی گئی۔ اس بجٹ میں67 فیصد جوraiseہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ قائدین کی، پنجاب حکومت کی، میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کی عوام سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میں اس حوالے سے وزیر خزانہ کو خصوصی مبارکباد دوں گی اور ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں چند تجاویز پیش کرنا چاہوں گی تاکہ آئندہ آنے والے بجٹ میں اور اس بجٹ کے صحیح اورeffectiveاستعمال کے علاوہ پنجاب کی اقلیتوں کے لئے بہتر طور پر استعمال کیا جا سکے۔

جناب سپیکر!دو کروڑ روپے کی گرانٹ اقلیتی طلباء کی سکالرشپ کے لئے رکھی گئی ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ یہ مسیحی اور اقلیتی طالب علموں کے لئے بڑی حوصلہ افزاء ہے لیکن میں کہوں گی کہ اس گرانٹ کو نہ صرف بڑھایا جانا چاہئے بلکہ میری ایک تجویز ہے کہ ایک فنڈ قائم کیا جائے جس سے نہ صرف سرکاری تعلیمی اداروں بلکہ نجی تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے اقلیتی طلباء بھی مستفید ہو سکیں کیونکہ مسیحی طلباء کی اکثریت نجی اداروں میں پڑھتی ہے اور وہ اس سے مستفید نہیں ہو پاتے۔اسی طرح پانچ سو ملین روپے کی ڈویلپمنٹ گرانٹ سے ایک ایسا پروگرام شروع کیا جائے جس سے نہ صرف مذہبی عدم برداشت اور انسانی حقوق کی awareness کے لئے پروگرام ترتیب دیئے جائیں تاکہ عوام میں شعور پیدا ہو اور انسانی حقوق اور عدم برداشت کے حوالے سے ہونے والے واقعات میں کمی آسکے۔

جناب سپیکر!ترقیاتی کاموں کے لئے حکومتی بنچوں سے تعلق رکھنے والے تمام اقلیتی ممبران کو اس گرانٹ کے استعمال کے لئے پوری طرح بااختیار بنایا جائے تاکہ grass roots level تک وہ ترقیاتی کام کروا سکیں۔میں آخر میں وزیراعلیٰ پنجاب کی شکر گزار ہوں کہ پہلی دفعہ تین اقلیتی خواتین ممبران کو ایک ایک کروڑ روپے کی گرانٹ دی گئی تاکہ وہ بھی اس ایوان کا حصہ اور مسیحی نمائندہ ہوتے ہوئے ترقیاتی کام اپنے اپنے علاقوں میں کروا سکیں۔میں اس ایوان میں غیر جمہوری رویّہ رکھنے والوں کے لئے حبیب جالب کی زبان میں یہ کہنا چاہوں گی کہ:

آئے سر عالم کئی غاصب کئی قاتل
ظلمت کہاں ٹھہری ہے اجالوں کے مقابل
حق ہی نے کئے پار امڈتے ہوئے دریا
باطل کو ملا ہے نہ ملے گا کبھی ساحل

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں محمود الرشید صاحب!

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!وزیراعلیٰ پنجاب نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے بعد توقیر شاہ پرنسپل سیکرٹری کو بھی OSD بنا دیا جبکہ بہت سے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ وہ اُسی طرح سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔تمام فائلیں اُن کے پاس ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن جاتی

ہیں اور ان فائلوں پر تمام احکامات اُن کی consent اور مرضی سے جاری ہو رہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قول وفعل میں بہت بڑا تضاد ہے۔ ایک اتنا بڑا سانحہ ہو گیا ہے اور اُس سانحہ کے ذمہ دار ایک منسٹر صاحب نے resign دے دیا اور توقیر شاہ کو بھی وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے OSD بنا دیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا نوٹیفکیشن بھی عوام کے سامنے آنا چاہئے اور اس طرح کا VVIP treatment نہیں ہونا چاہئے اور اگر وہ اپنی ڈیوٹیاں unofficially سرانجام دے رہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے لہذا اُنہیں فوری طور پر اُس عہدے سے ہٹانے کا نوٹیفکیشن پریس کو جاری کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری ایک قرارداد ہے جو متحدہ اپوزیشن کی طرف سے ہم نے پیش کی تھی۔ میں نے رانا صاحب سے بھی کل بات کی تھی کہ آپ اس کو out of turn take up کرنے کی اجازت دیں کہ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان 14 افراد کی پولیس فائرنگ سے ہلاکت کا ذمہ دار میاں محمد شہباز شریف کو قرار دیتا ہے اور ان سے مطالبہ کرتا ہے کہ بے گناہ افراد کی ہلاکت کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے مستعفیٰ ہو جائیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اہم واقعہ ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں محمود الرشید صاحب! بات یہ ہے کہ رانا صاحب آجائیں۔ آپ اس طرح نہیں کر سکتے۔ No میاں صاحب! no, no ایسے نہیں ہو سکتا بالکل نہیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ معاملہ عدالت میں pending ہے کل اس کی تاریخ ہے اور پتا نہیں ان کو کس چیز کا خوف کھائے جا رہا ہے؟ یہ rule پڑھ لیں اس پر بات نہیں ہو سکتی۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ اس قرارداد کو out of turn لینے دیں اُس کے بعد آپ مسترد کر دیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں اس طرح کا کوئی واقعہ نہیں ہوا اس لئے آپ یہ ہماری قرارداد out of turn take up کریں اور اس پر آپ رائے شماری کروا لیں۔ مسلم لیگ (ن) کی اکثریت ہے اگر وہ مسترد ہو جائے گی تو ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! نہیں، بالکل نہیں۔ Rules کے مطابق ایسے نہیں ہو سکتا لہذا میں اس کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"چیف منسٹر، استعفیٰ دو" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ راشد حفیظ! آپ نے بات کرنی ہے؟ راجہ راشد حفیظ صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جب یہ معاملہ عدالت عالیہ میں before the Honourable Judge زیر سماعت ہے تو یہ قرارداد پیش ہی نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اس پر کمیشن قائم ہو چکا ہے اُس کی رپورٹ آنے تک آپ انتظار کر لیں یہ بہتر ہے۔ جی، جناب آصف محمود صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد عارف عباسی صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ فوزیہ ایوب قریشی صاحبہ!

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور اُن کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جنہوں نے اتنا خوبصورت اور متوازن بجٹ پیش کیا۔ ہماری حکومت نے پنجاب کو ایک محفوظ، خوشحال، تعلیم یافتہ، معاشی طور پر مستحکم صنعتی اور زرعی طور پر ترقی یافتہ صوبہ بنانے کے لئے معاشی پروگرام تشکیل دیئے ہیں اور ماضی کی کارکردگی سب کے سامنے ہے جس میں زندگی کے ہر شعبہ کے محروم طبقوں کو اوّلین ترجیحات سے نوازا گیا۔ موجودہ بجٹ بلاشبہ ایک غریب پرور بجٹ ہے جس میں عام لوگوں کو ریلیف دیا گیا ہے۔ خاص طور پر اس میں ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں دس فیصد اضافہ کیا گیا ہے اُس کے ساتھ ساتھ وہ ملازمین جو سروس کے دوران وفات پا جاتے ہیں اُن کی امداد میں سو فیصد اضافہ قابل تحسین ہے۔ Yellow cab سکیم کا دوبارہ سے آغاز جس سے ایسے لوگ مستفید ہوں گے جن کے بچے میٹرک کے بعد ملازمت کے لئے پریشان ہوتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ میاں محمد شہباز شریف کا احسن قدم ہے کیونکہ جن بچوں کو ملازمت نہ مل سکے اُن کو yellow cab کی صورت میں اچھا روزگار مہیا ہو گا۔

جناب سپیکر! بہاولپور کے حوالے سے میں ضرور بات کروں گی کہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف بہاولپور کی عوام سے پیار کرتے ہیں اور بہاولپور کی عوام بھی چاہے کسی طبقہ سے تعلق رکھتی ہو سب نے قائدین کو کبھی مایوس نہیں کیا۔ آج ملک crisis میں ہے تو بہاولپور میں میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف نے پاکستان کا سب سے بڑا سولر پلانٹ لگایا جس کا نام قائد اعظم

سولر پارک ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے بہاولپور اور اُس کے آس پاس کے رہنے والوں کو بھی بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ اللہ کا شکر ہے کہ بہاولپور میں ہر دور میں بہت کام ہوئے ہیں چاہے وہ خواتین کے حوالے سے ہوں، نوجوانوں کے حوالے سے ہوں، ملازمین کے حوالے سے ہوں، وہاں پر دو رویہ سڑکوں کے حوالے سے ہوں یا خواتین کے لئے مینا بازار ہوں۔ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ، وومن کالج اور یونیورسٹیوں کے علاوہ بھی بہت سے کام پایۂ تکمیل پا چکے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایوان اور آپ کی اجازت سے ایک request کروں گی کہ جو خواتین reserve seats پر آئی ہیں، اس بجٹ کو دیکھیں جو بہت متوازن اور خوبصورت ہے اس میں reserve seats کی خواتین کو فنڈز کے حوالے سے ریلیف ضرور ملنا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ محترمہ شازیہ طارق صاحبہ!

محترمہ شازیہ طارق: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب تنویر اسلم ، حاجی احسان الدین قریشی اور ملک ندیم کامران صاحب جاکر اپوزیشن کے ممبران کو منا کر لائیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ شازیہ طارق: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے اپنے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو پنجاب میں تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اس بجٹ کے حوالے سے وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں صرف چند ایک تجاویز کو سامنے رکھوں گی۔ یہ کوئی الجبرا کا سوال نہیں ہے جو سمجھ میں نہ آ سکے۔ آج دنیا میں جتنے بھی ترقی یافتہ ممالک ہیں انہوں نے جو حیرت انگیز ترقی کی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ آبادی پر کنٹرول ہے۔ مسائل اور وسائل کے توازن ہی سے کوئی قوم ترقی کر سکتی ہے۔ بنگلہ دیش کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ انہوں نے اپنی آبادی پر کس طرح کنٹرول کر کے اپنے آپ کو ترقی کی راہوں پر گامزن کر دیا ہے۔ ہم اس کو اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ایک آدمی کے ایک یا دو بچے ہیں اور اس کے پاس ایک مکان ہے تو اس کو اپنے بچوں کے لئے مزید مکانوں کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اسی طرح دوسری طرف اگر ایک فرد کے پانچ یا چھ بچے ہیں تو اس کو اپنے بچوں کے لئے مزید پانچ چھ نئے مکانوں کی ضرورت ہوگی۔ اسی طرح وہ دھرتی جو ہمارے لئے اناج پیدا کرتی ہے۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House, order in the House.

خاموشی اختیار کریں اور محترمہ کی بات سنیں۔

محترمہ شازیہ طارق: جناب سپیکر! وہ ہماری زرخیز زمین کم ہوتی جائے گی۔ جس رفتار سے ہماری آبادی بڑھتی جا رہی ہے یہ نہایت ہی خطرناک ہے اور اس رفتار سے مسائل بھی بڑھ رہے ہیں۔ اتنی زیادہ آبادی کے لئے بجلی، گیس، پانی اور دیگر ضروریات زندگی کیسے پوری ہو گی؟ اس مسئلے پر قابو پائے بغیر ترقی کا جو سنہرا خواب ہم دیکھ رہے ہیں وہ کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہ ہو گا۔ اس ضمن میں بجٹ میں جو رقم رکھی گئی ہے وہ2۔ارب روپے ہے جو نہایت ہی کم ہے میری تجویز ہے کہ اس کو2۔ارب سے بڑھا کر کم از کم5۔ارب تک رکھا جائے۔

جناب سپیکر! محنت کش مزدور بارہ بارہ گھنٹے سردیوں گرمیوں میں کارخانوں، فیکٹریوں اور گھروں میں کام کرتے ہیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کو ان کی جائز مزدوری بھی نہیں دی جاتی۔ اکثر فیکٹریوں میں دو دو رجسٹر رکھے جاتے ہیں، مزدوروں کو ان کی تنخواہ کا حق بالکل نہیں ملتا اور ان کو آدھی تنخواہ دی جاتی ہے۔ جب مزدور کا چولہا نہیں جلے گا تو اس کا دل بجھ جائے گا۔ اگر بدن میں خوراک نہ ہو گی تو بدن کام نہیں کرے گا، اگر گاڑی میں پٹرول نہیں ہو گا تو گاڑی نہیں چلے گی۔ اس بجٹ میں رکھی گئی مزدور کے لئے ماہانہ مزدوری12 ہزار روپے ہے جو نہایت ہی کم ہے میری تجویز ہے کہ اس کو12 ہزار روپے سے بڑھا کر کم از کم 15 ہزار کر دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! معاشرے میں چوری ڈکیتیاں اور دیگر جرائم کی وجہ سے معاشی بدحالی بڑھتی جا رہی ہے۔ اگر کوئی شخص بھوکا ہو گا تو اس کو اپنا پیٹ بھرنے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا۔ جیسے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

جس دے کول نہ روٹی ہووے مارے گا اوہ ڈاکے
سو سو واری بھانویں لا لو سرکاں اُتے ناکے
جہڑا وی اے گل نئیں مندا اکہ بھکھ انھیاں کر دی
دو چار دن اوہ کر کے ویکھے گھر اپنے وِچ فاقے

جناب سپیکر! میٹرو بس کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ میٹرو بس نے کس طرح ترقی کی ہے۔ اس بس میں روزانہ تقریباً پونے دو لاکھ کے قریب لوگ سفر کرتے ہیں۔ مہنگائی کے اس دور میں بیس روپے کا ٹکٹ لے کر لوگ ٹھنڈی بس کا سفر کرتے ہیں۔ ہمارے اپوزیشن والے بہن بھائی جو اس پر بہت اعتراض کرتے ہیں، اس پر طنز کرتے ہیں اور اس کو جنگلا بس کہتے ہیں جبکہ اُن لوگوں سے پوچھو جو کڑی دھوپ میں اس میں سفر کرتے ہیں وہ اس کو جنگلا بس نہیں بلکہ بنگلہ بس کہتے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ

اس منصوبے کو راولپنڈی اسلام آباد کے ساتھ ساتھ ملتان، فیصل آباد، سیالکوٹ، ساہیوال، نارووال اور دیگر بڑے شہروں میں بھی فوری طور پر شروع کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سفری سہولت سے فائدہ اٹھا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ شازیہ طارق: جناب سپیکر! صرف اقلیتوں کی بات کرنے دیں۔ پاکستان میں بسنے والی اقلیتیں جس میں ہندو، سکھ، مسیحی، بدھ مت اور پارسی رہتے ہیں۔ معاشرتی اور معاشی ناہمواریوں کی وجہ سے انتہائی غریب اور پسماندہ ہیں۔ تقریباً دو کروڑ لوگوں کی ترقی کے لئے 50 کروڑ روپے کی رقم نہایت ہی کم ہے میری تجویز ہے کہ اس کو کم از کم ایک ارب روپے ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لائے)

میں اپوزیشن کے معزز ممبران کو ویلکم کرتا ہوں۔ عبدالقدیر علوی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محمد عارف خان سندھیلہ صاحب!

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! یہ 15-2014 کا بجٹ منظور ہو چکا ہے، اس پر سیر حاصل گفتگو اور بحثیں بھی ہو چکی ہیں۔ یہ اسمبلی کی یادگار عمارت جو 1937 میں بنی، آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد نہ جانے کتنے بجٹ پیش کئے گئے لیکن 15-2014 کا بجٹ یہ اپنی مثال آپ بھی ہے اور لازوال بھی ہے۔ 28 صفحوں کے کتابچہ میں۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! یہ ضمنی بجٹ 15-2014 نہیں بلکہ 14-2013 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے یہ 14-2013 کا ضمنی بجٹ ہے۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! یہ جو بجٹ پیش کیا گیا اس کے کسی بھی پہلو پر، کسی بھی انداز پر، کسی بھی لفظ پر غور کیا جائے اور اس سے پہلے جو سولہ سال اس ملک کے حالات رہے ہیں۔ وہ بھی دیکھے جائیں۔ میرے یہ بھائی جو بھاگ کر بیٹھ جاتے ہیں، جو احتجاج کرتے ہیں، کرپشن کے طعنے دیتے ہیں اور ذمہ دار اُن لوگوں کو ٹھہرایا جاتا ہے جو اس قائداعظم کے بیٹے ہیں جنہوں نے اس وطن کی سالمیت، اس وطن کی آزادی اور اس وطن کی ترقی کی قسم کھائی ہوئی ہے۔ یہ بالکل آزادی کے ساتھ 15-2014 کا بجٹ پیش کیا گیا۔ اس سے پہلے والے جو بجٹ تھے وہ مکمل آزادی کے دور میں پیش نہیں

کئے گئے۔ مسلم لیگ پاکستان کی ماں ہے اور کوئی ماں اپنی اولاد کے ساتھ زیادتی نہیں کر سکتی، دغا نہیں کر سکتی اور دھوکا نہیں کر سکتی۔ جو ہم پر کرپشن کے الزام لگاتے ہیں، باتیں تو اور ہونی تھیں لیکن ایک میرے بھائی، ایک میرے دوست کہہ رہے تھے کہ آپ ہسپتالوں میں چلے جائیں تو وہاں پر سرنجیں نہیں ملتیں۔ یہ اپنے سولہ سال کے اُس سفر کو تو دیکھیں، اُن کی خدمات کیا ہیں، جمہوریت کے لئے خدمات کیا ہیں اور ملکی سالمیت کے لئے خدمات کیا ہیں؟ انہوں نے پاکستان کو لہولہان کیا، پاکستان کی آزادی کو گروی رکھ دیا اور آج ہم سلام کرتے ہیں پاکستان کے ان بیٹوں کو، ان جانبازوں کو جو شہادتوں کا سفر طے کرتے ہوئے شرپسندوں کے خلاف آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ (شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: خاموشی اختیار کریں اور تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: اگر یہ لوگ بات کرتے ہیں تو یہ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ دوسروں کے سینے میں بھی دل دھڑکتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ضمنی بجٹ پر رہیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! جب بجٹ کی بات ہو رہی تھی تو یہ قرار دادیں لا رہے ہیں کہ سی ایم صاحب کے خلاف پرچہ درج ہونا چاہئے، انہیں استعفیٰ دے دینا چاہئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ ضمنی بجٹ پر ہی رہیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: میں اس بات کا ضرور جواب دوں گا۔ ان کی بات کا جواب دینا ضروری ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ ان کی بات کا جواب نہ دیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! پاکستان کی تاریخ میں آج تک کسی صوبے کے وزیراعلیٰ نے از خود کہا ہو کہ سپریم کورٹ اس واقعہ کا suo-moto action لے۔ ویسے تو جب courts suo-moto action لیتی ہیں تو کپکپیاں طاری ہو جاتی ہیں۔ ہم وزیراعلیٰ پنجاب کی ذات کو سیلوٹ کرتے ہیں اور سلام بھی پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو خود اپنے خلاف suo-moto action لینے کا کہا ہے۔ اپنے آپ کو کٹہرے میں کھڑا کرنا، اپنے آپ کو ترازو میں کھڑا کرنا اور اپنے آپ کو انصاف کے دوراہے میں کھڑا کرنا، دوسروں کی طرف انگلی اٹھانا آسان ہوتا ہے لیکن

اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ جب ایک انگلی آپ دوسری طرف اٹھاتے ہیں تو چار انگلیاں آپ کی طرف ہوتی ہیں۔ ہم تاریخ سے واقف ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بجٹ پر رہیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! یہ اس وقت بہانے ڈھونڈتے ہیں، یہ راستے تلاش کرتے ہیں، یہ جو سانحہ لاہور میں پیش آیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھیلہ صاحب! آپ ضمنی بجٹ پر بات کریں، آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! ہمیں دکھ ہے کہ یہ نہیں ہونا چاہئے تھا لیکن۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھیلہ صاحب! بہت شکریہ۔ جی، ان کا مائیک بند کریں۔ راجہ راشد حفیظ صاحب! میں نے ان کا مائیک بند کروا دیا ہے اب آپ بات کریں لیکن آپ ضمنی بجٹ پر رہیں گے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! یہ ضمنی بجٹ کم اور پارٹی کی تعریفوں کا سیشن زیادہ لگ رہا ہے جس طرح آپ ہمیں direction دیتے ہیں، آپ اس وقت اتھارٹی ہیں ان کو بھی direction دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں ان کو بھی direction دے رہا ہوں۔

راجہ راشد حفیظ: اگر آپ کی کوئی نہیں سنتا تو آپ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! میں نے بات کر دی ہے، ان کا مائیک بند کروا دیا ہے۔ آپ اپنی بات کریں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! اس طرح شور میں کیا بات کریں گے اور کس کو سنائی دے گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کریں۔ میں آپ کی بات سن رہا ہوں بلکہ سارے سن رہے ہیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھیلہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میں کس طرح بات کروں، آپ دیکھیں اس ماحول میں بات ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

Order please, order in the House.

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس شور شرابا میں مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ یہ ڈرامہ بازی بند کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر!۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھیلہ صاحب! میں نے آپ سے کہا ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ عباسی صاحب! میں نے ان کا مائیک بند کروا دیا ہے۔ آپ بھی تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب! آپ بات کریں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر! مجھے اپنی بات مکمل کرنے دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھیلہ صاحب! میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب! آپ بات کریں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! کون بچائے گا پاکستان؟ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میں کس طرح بات کروں، اس شور و غل میں بات ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ اپنی بات شروع کریں۔

جناب محمد عارف خان سندھیلہ: جناب سپیکر!۔۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گو گو گلو بٹ" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر مراد راس صاحب! میں نے ان کا مائیک بند کروا دیا ہے۔ آپ بھی مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب! آپ بات کریں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو اسمبلی کے حالات اور کیفیت ہے تو یہ گلوبٹ کی کیفیت کسی وقت کسی میں بھی جاگ جاتی ہے اور یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ ماحول خراب نہ کریں۔ آپ ضمنی بجٹ پر بات کریں تو بہتر ہے۔

راجہ راشد حفیظ: آپ مجھے آغاز کرنے دیں تو بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے تو آپ کو floor دیا ہوا ہے آپ کیسی بات کرتے ہیں؟

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی تقریر کا آغاز ایک شعر سے کرنا چاہوں گا۔ ہم ضمنی بجٹ پر بحث کر رہے ہیں اور یہ بجٹ پنجاب حکومت کی طرف سے پیش کیا گیا ہے۔ اس میں، میں صرف ایک شعر یہ بیان کروں گا کہ:

****
****

جناب سپیکر! مجھے یہ نہیں سمجھ آتی کہ ہم ضمنی بجٹ پیش کیوں کرتے ہیں؟ جب ہم ایک proper budget پیش کر دیتے ہیں اور اس کے پیش کرنے کے بعد ایسی کیا ضرورت پڑتی ہے؟ ضمنی بجٹ ایسی چیزوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو میں نہیں سمجھتا کہ کسی حوالے سے بھی عوام کے لئے ضروری ہو۔ (قطع کلامیاں)

میاں نوید علی: جناب سپیکر! انہوں نے غلط پڑھ کے ہمارے قومی شاعر کی توہین کی ہے۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گو گو گلوبٹ" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

میاں نوید علی: جناب سپیکر! انہوں نے جو شعر پڑھا ہے اس کو حذف کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! میں نے کہہ دیا ہے۔

میاں نوید علی: جناب سپیکر! انہوں نے قومی شاعر ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کی توہین کی ہے۔ آپ یہ شعر کارروائی سے حذف کروائیں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! اگر ان کو میرا شعر پسند نہیں آیا تو دوسرا شعر سنا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شعر کو حذف کیا جاتا ہے۔ جی، راجہ صاحب! بات کریں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

میاں نوید علی: جناب سپیکر! آپ شعر حذف کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے کہہ دیا ہے۔ میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! یہ پی ٹی آئی کے گلو بٹ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈھلوں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ نہیں ایسے نہ کریں۔ جی، راجہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! اگر انہیں میرا شعر پسند نہیں آیا تو میں اگلا شعر سنا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ شعر نہ سنائیں، ضمنی بجٹ پر بات کریں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میں ایک شعر اور سنا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ رہنے دیں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! شعر عرض ہے کہ:

****
****

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شعر حذف کیا جاتا ہے۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! یہاں پر یہ ضمنی بجٹ کی باتیں کرنے آتے ہیں لیکن یہ اور باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ یہ اپنے اپنے لیڈروں کی تعریفیں شروع کر دیتے ہیں۔ ہم نے یہاں پر پنجاب کی عوام کے لئے بات کرنی ہے اور اس کی بات کرنے دیجئے۔ یہاں پر میں گزارش یہ کروں گا کہ ضمنی بجٹ کو جب بھی پیش کیا جائے اور عوام کے ایسے فلاح و بہبود کے کاموں کے لئے استعمال کیا جائے جس سے عوام کی بہتری ہو نہ کہ 24،24 لاکھ کے کتے لے لئے جائیں اور 50،50 کروڑ روپے کی گاڑیاں لے لی جائیں۔ ضمنی گرانٹ میں ہمیشہ ایسی چیزیں دیکھنے کے لئے ملی ہیں اور اربوں روپے کے لیپ ٹاپ تقسیم کر دیئے جاتے ہیں لیکن آئی ڈی پیز کے لئے صرف اور صرف 50 کروڑ روپے رکھا جاتا ہے۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی نعرے بازی)

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ جو ضمنی بجٹ کا حصہ ہے اس کو ایسے کاموں میں لگایا جائے جس سے عوام کی فلاح و بہبود ہو سکے۔ آپ ہیلتھ پر ضمنی بجٹ لگائیں کسی کو اعتراض نہیں ہو گا۔ آپ لوگوں نے اس دفعہ مین بجٹ میں ہیلتھ پر بے شمار رقم خرچ کی لیکن میرے حلقے میں child اور mother پر ایک ہسپتال بن رہا ہے اور پچھلے سات سال سے اس کا کام بند پڑا ہے۔ اس کا کام بند ہونے کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ چودھری پرویز الہیٰ کی حکومت میں شروع ہوا ہے۔ اس کا کام بند پڑا ہوا ہے، اس کی بلڈنگ کھڑی ہو چکی ہے اور وہ پیسا اس وقت ضائع ہو رہا ہے۔ آپ لوگوں نے یہاں پر صاف پانی کے لئے 5۔ارب روپے مختص کر دیئے لیکن صرف 5۔ارب میں راولپنڈی شہر کو بھی صاف پانی فراہم نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ اپنے اس بجٹ کا زیادہ تر حصہ ایسے کاموں میں لگائیں جس سے direct عوام کو فائدہ پہنچے اور direct عوام مستفید ہو سکیں لیکن ہماری priorities کچھ اور ہیں۔ ہم یہاں پر جو بجٹ منظور کر کے جاتے ہیں، پھر اس کے بعد پتا چلتا ہے کہ کتنے ہی پیسے میٹرو کی مد میں، کتنے ہی پیسے ٹرین کی مد میں لگ گئے ہیں۔ اس وقت ہمارے صوبے کو میٹرو کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں صاف پانی کی ضرورت ہے، ہمیں صحت کے لئے سہولیات چاہئیں، ہمارے سکولوں اور کالجوں کی جو missing facilities ہیں ان کی ضرورت ہے۔ اس حکومت کی اوّلین ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ ان چیزوں کو provide کریں لیکن ان کی اس طرف بالکل توجہ نہیں ہے۔ ان کی توجہ صرف اور صرف ایسے کاموں پر مرکوز ہے جس سے ان کی promotion ہو سکے۔ ایسے کام جن کو یہ اخبارات میں دے کر اپنا image بہتر کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ اپنا موبائل بند کر دیں۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میرا موبائل تو پہلے ہی بند ہے۔ یہاں پر تو ایسے کاموں کی تشہیر کی جاتی ہے جس سے عوام کو براہ راست کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ میں آپ کی وساطت سے اس گورنمنٹ سے یہی گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر اگلے کچھ عرصہ میں یہ عوام کو relief نہیں دیں گے تو عوام مزید مشتعل ہو جائیں گے۔ آپ energy crisis کو ٹھیک کریں کیونکہ آپ کی مرکز میں بھی حکومت ہے، فضول کاموں پر پیسے ضائع کئے جا رہے ہیں، مجھے تو افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ 24 لاکھ روپے سے کتے خریدے جاتے ہیں اور 30 لاکھ روپے سانحہ لاہور کے شہیدوں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس طرح کا انصاف مل رہا ہے؟ 25 لاکھ روپے کتوں کے لئے اور انسانی جانوں کی قیمت بھی وہی

ہے۔ میں مختصراً یہی بیان کرنا چاہوں گا کہ جس طریقے سے یہ بجٹ پیش کیا گیا اس کو اتنا اچھا بیان کیا گیا ہے جس کی کوئی مثال نہیں ملتی لیکن اس کے باوجود اس میں بہت خامیاں ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں کے سامنے آئیں گی۔ بے شمار باتیں ایسی ہیں جو میں یہاں پر نہیں بھی کرنا چاہ رہا ہوتا لیکن اس کے باوجود مجھے کرنی پڑیں گی، میں صرف اور صرف ایک بات یہاں پر کہوں گا کہ ہمارے صوبہ پنجاب میں گورنمنٹ جو چیزیں show کر رہی ہے وہ اس طرح سے نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! میں ایک بات کر کے اپنی تقریر کا اختتام کروں گا کہ:

I must say the Government of PML(N) is pissing on the people of Punjab and Pakistan and showing its railing Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب آصف محمود!

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ آصف محمود صاحب میرے خیال میں تقریر کر گئے ہیں؟ جناب محمد عارف عباسی صاحب!

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! میں نے ایک انتہائی اہم بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اب میں floor ان کو دے چکا ہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ جناب آصف محمود صاحب واک آؤٹ کر کے باہر گئے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کیوں باہر گئے ہوئے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ان کا پتا کریں کہ انہوں نے واک آؤٹ کیوں کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کب واک آؤٹ کر کے گئے ہیں؟

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! پچھلے دنوں محترمہ سلمیٰ شاہین بٹ اور جناب آصف محمود صاحب کے درمیان جو تلخ کلامی ہوئی تھی اس سلسلے میں آج سپیکر چیمبرز میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ محترمہ ایوان میں اس واقعہ پر sorry کریں گی، مگر آج سپیکر صاحب نے یہاں پر یہ بات نہیں کی اور انہوں نے معاملے کو ختم

کر دیا جس کی وجہ سے انہوں نے احتجاجاً واک آؤٹ کیا ہوا ہے۔ اگر سپیکر صاحب نے اس طرح کے معاملات پر ایکشن نہ لیا تو پھر اس طرح کے واقعات ہوتے رہیں گے اور کوئی نہ کوئی issue پیدا ہوتا رہے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے نہیں پتا لیکن اس دن یہ decision ہوا تھا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن، سپیکر صاحب اور وزیر قانون بیٹھ کر اس پر کوئی decision لیں گے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں بھی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں موجود تھا، معزز قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید بھی موجود تھے، سپیکر صاحب موجود تھے اور ہماری بہنیں بھی وہاں پر موجود تھیں۔ وہاں پر بڑی خوش اسلوبی سے یہ فیصلہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار شہاب الدین خان صاحب بھی موجود تھے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! وہاں پر بڑی خوش اسلوبی سے یہ معاملہ طے پا گیا، اب جان بوجھ کر اس بات کو آپ ہوا نہ دیں، already میاں صاحب کو بھی پتا ہے اور یہ decide ہو گیا تھا کہ۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! فرمائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ فیصلہ ہوا تھا کہ سپیکر صاحب ایوان میں آ کر یہ کہیں گے کہ معاملہ رفع دفع ہو گیا ہے اور محترمہ سلمیٰ بٹ صاحبہ نے جناب آصف محمود کو sorry کہا ہے اور چھوٹے بھائی کے طور پر انہوں نے بھی کہا ہے کہ یہ میری بڑی بہن ہیں لیکن سپیکر صاحب نے یہاں پر جو آ کر بات کی اور کہا کہ ہاں میں نے ناانصافی کر دی ہے، میری بات مانو۔ پھر انہوں نے یہ بھی کہا کہ معاملہ ختم ہو گیا ہے، غلط فہمیاں دور ہو گئی ہیں اور ان کی آپس میں صلح ہو گئی ہے جبکہ قطعی طور پر ایسی بات نہیں تھی۔ راجہ اشفاق سرور صاحب اگر یہاں پر موجود ہیں تو وہ اس کی وضاحت کر دیں گے کہ یہ

بات نہیں ہوئی تھی۔ وہاں یہ طے ہوا تھا کہ ایوان میں جناب سپیکر یہ کہیں گے کہ سلمیٰ بٹ صاحبہ نے آصف محمود صاحب سے معذرت کی ہے، sorry کیا ہے، اب ان کی آپس میں غلط فہمی دور ہو گئی ہے اور صلح ہو گئی ہے۔ ہم تو ان کو بہن بھائی بنا کر وہاں سے آ گئے تھے، جو غلط فہمی پیدا ہوئی وہ یہاں سے ہوئی، جو اعتراض جناب آصف محمود کا ہے وہ بڑا genuine ہے کہ جو بات وہاں طے ہوئی تھی سپیکر صاحب نے اس طرح آ کر یہاں ایوان میں announce نہیں کیا جس کی وجہ سے انہوں نے بطور احتجاج ایوان سے واک آؤٹ کیا ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں میرے ساتھ ایک آدھ منسٹر صاحب بھی آئیں، وہ ہمارا بھائی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس patience کے ساتھ، بات صرف یہ نہیں تھی، physically انہوں نے اسے hit کیا، جو پریس نے رپورٹ کیا، اخبارات میں بات آئی، ان کے حلقہ انتخاب کے اندر جس طرح سے لوگوں نے اس کا نوٹس لیا، اس سے ان کی تضحیک کا پہلو نکلا کہ آپ وہاں سے تھپڑ کھا کر آ گئے ہیں یہ کوئی آدمی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ، وزیر زراعت ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب جائیں، زحمت کریں اور جناب آصف محمود صاحب کو منا کر لے آئیں۔ سپیکر صاحب کے پاس صبح بیٹھ کر انشاء اللہ اس معاملے کو دوبارہ دیکھ لیں گے اور جو طے ہوا تھا سپیکر صاحب ادھر آ کر بات کریں گے۔ جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ جو ضمنی بجٹ ہے اس کو انتہائی مہذب الفاظ میں پنجاب کے عوام کے پیسے پر بیوروکریسی کا ڈاکا کہا جا سکتا ہے کیونکہ جب ایک بجٹ پاس کر دیا گیا ہر محکمے کو اس کی ڈیمانڈ کے مطابق دے دیا گیا حالانکہ پچھلے سال اپوزیشن کی کوئی بھی کٹوتی کی تحریک یہاں پر منظور نہیں ہوئی تھی بلکہ جتنا جس محکمہ نے مانگا اس کو دے دیا گیا۔ اس کے باوجود یہ 22۔ارب روپے اب دوبارہ مانگے جا رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب آصف محمود صاحب واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں تشریف لائے)
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب آصف محمود صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب! آپ کا بھی بہت شکریہ۔ عباسی صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! مجھے اس پر جو concern ہے وہ یہ ہے کہ اگر یہ excessive budget development کے ضمن میں آتا، عوام کی فلاح و بہبود کے ضمن میں آتا تو ہمیں اس پر

کوئی اعتراض نہ ہوتا اور ہم بڑی خوشی سے اس کو support کرتے لیکن بدقسمتی سے جو پیسے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اے ڈی پی میں رکھے گئے تھے اس کا تو صرف 37 فیصد خرچ ہوا ہے اور جو غیر ترقیاتی اخراجات ہیں جیسے اسٹیبلشمنٹ، بیوروکریسی اور حکمرانوں کی عیاشی کے لئے جو پیسہ رکھا گیا تھا وہ کم پڑ گیا ہے اور اس کے لئے 21۔ارب روپے مزید مانگے جا رہے ہیں۔ میرا یہ کہنا ہے کہ ہمیں سسٹم کو دیکھنا چاہئے، ہمیں leakage کو دیکھنا چاہئے، ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ پیسے ایوان کی منظوری کے بغیر کیوں خرچ ہوئے ہیں؟ بیوروکریٹس کو یہ پیسے دینا پنجاب کے عوام کے ساتھ دشمنی ہے اس لئے یہ پیسے قطعاً اس ایوان سے منظور نہیں ہونے چاہئیں بلکہ یہ پیسے جن لوگوں نے excessive خرچ کئے ہیں جنہوں نے allocated funds سے زیادہ خرچ کئے ہیں ان کی تنخواہوں سے اور ان کی جائیدادیں بیچ کر recover کرنے چاہئیں۔ میونسپل کمیٹیوں اور autonomous bodies میں تقریباً 425۔ارب روپے خرچ کر دیئے گئے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ پنجاب کے عوام کو میونسپل کارپوریشنوں نے کون سی ایسی extraordinary سہولیات دی ہیں، کون سے ایسے کام کئے ہیں جس پر انہوں نے 425۔ارب روپے خرچ کر دیئے ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں بلکہ میرے حلقہ میں پچھلے پورے سال میں سیوریج پر، پینے کے پانی پر، فلٹروں پر، گلیوں پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہوا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ 22، 23۔ارب روپے کی جتنی بھی رقم ہے بیوروکریسی جو کہ نوکر شاہی ہے اس کی عیاشیوں پر خرچ ہوا ہے۔ آپ ان کی عیاشیاں دیکھیں، ان کے دفاتر دیکھیں، ان کے گھر دیکھیں، ان کی گاڑیاں دیکھیں، ان کا رہن سہن دیکھیں، پنجاب کے عوام کی خون پسینے کی کمائی پر عیش کرتے ہیں، جو اپنا پیٹ کاٹ کر حکمرانوں کو دیتے ہیں اور اس پر یہ عیاشیاں کر رہے ہیں۔ ہمارے ہاں جو یہ ضمنی بجٹ کا رواج ہے، یہ جو بیوروکریسی کا ڈاکا ہے اس کی قطعی طور پر اجازت نہیں ہونی چاہئے کہ ضمنی بجٹ ایوان میں آئے۔ ہاں ضمنی بجٹ آئے اگر وہ عوام پر خرچ ہو، خدانخواستہ اگر کوئی قدرتی آفات آ گئی ہیں، خدانخواستہ اگر ایسا کوئی مسئلہ ہو گیا ہے جو پہلے سے طے شدہ نہیں تھا routine سے ہٹ کر تھا اور عوام کے لئے تھا تو ہم حاضر ہیں۔ ہم چاہتے ہیں ایسے معاملات پر ہمیں اعتراض بھی نہیں ہونا چاہئے لیکن یہ جو کام ہے، ان کی گاڑیوں، ان کے بنگلوں، ان کی عیاشیوں اور ان کے ٹی اے / ڈی اے کے لئے یہ جو اربوں روپیہ عوام کا لٹایا جا رہا ہے یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ قطعی ظلم ہے۔ میری اس میں تجاویز یہ ہیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! عیاشیوں کے الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

جناب محمد عارف عباسی: یہ بالکل پارلیمانی لفظ ہے میں اسے حذف نہیں کرانے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کو تجویز دوں گا کہ ہر تین ماہ بعد اس ایوان کا اجلاس بلائیں اور ان تین ماہ میں جو بجٹ release ہوا ہے اس کی تفصیلات سے اس ایوان کو مطلع کیا جائے تاکہ ہمیں پتا ہو کہ تین ماہ میں عوام کی ڈویلپمنٹ کے لئے کتنا پیسا خرچ ہوا ہے، افسر شاہی کی عیاشیوں پر کتنا پیسا خرچ ہوا ہے اور حکمرانوں کی عیاشیوں پر کتنا پیسا خرچ ہوا ہے؟ حکمرانوں کے توامرود کے باغ بھی CCTV کیمرے سے cover ہیں اگر وہاں سے ایک کانسٹیبل امرود توڑ لیتا ہے تو وہ بے چارہ معطل ہو جاتا ہے لیکن یہاں نعشیں سڑکوں پر پڑی رہتی ہیں ایمبولینس نہیں جاتی، دو دو گھنٹے نعشیں سڑک پر پڑی ہیں زخمی سڑک پر پڑے ہیں لیکن ایمبولینس نہیں جاتی۔ ہم ہسپتالوں میں اربوں روپیہ دے رہے ہیں لیکن آپ کو ہسپتالوں کی حالت کا پتا ہے، اگر یہ پیسا ہسپتالوں میں test equipment ٹھیک کرنے کے لئے، ہسپتالوں میں ادویات کے لئے، ہسپتالوں میں مریضوں کی سہولت کے لئے دیا جاتا تو ہم اس پر بڑے خوش ہوتے اور ہمیں فخر ہوتا۔ آپ نے شوشا کے لئے فلٹر پلانٹ لگا دیئے میرا ایک سال سے سوال ہے کہ راولپنڈی کے فلٹر پلانٹ کب اور کتنی دفعہ تبدیل ہوئے لیکن ابھی تک جواب نہیں آیا۔ میرا ایک سال سے یہ سوال ہے کہ راولپنڈی کے فلٹر پلانٹوں کے پانی کا لیبارٹری ٹیسٹ کرایا ہے لیکن آج تک اس کا جواب نہیں آیا۔ پچھلے ایک سال سے میرا سوال ہے کہ راولپنڈی کی میونسپل کمیٹی کی گاڑیوں کی maintenance پر کتنا خرچہ ہوا لیکن آج تک اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! wind up کر دیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کیا یہ اس ایوان کو جواب دینا اپنی بے عزتی سمجھتے ہیں؟ عوام کا یہ 21/22۔ارب روپیہ جن جن محکموں میں خرچ کیا ہے ان محکموں کے ذمہ داران کی تنخواہوں سے، ان کی جائیدادیں بیچ کر ان سے لیا جائے لیکن عوام کا پیسا انہیں نہیں دینا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! بہت شکریہ۔ سردار وقاص حسن موکل صاحب! ۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب احمد خان بھچر صاحب!

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ حاجی صاحب! آپ تشریف رکھیں، ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اس لئے کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ جی، بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بولنے کا موقع دیا ہے۔ میں اس ضمنی بجٹ کے بارے میں صرف دو سوال کروں گا، ایک جو demands 41 کی گئی ہیں اور دوسرا miscellaneous میں میرے مطابق جو 16، 17۔ ارب روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اگر آپ miscellaneous میں جائیں تو صفحہ نمبر 110 سے لے کر صفحہ نمبر 179 تک دیکھیں تو یہ 16۔ارب اور کچھ روپیہ بنتا ہے۔ اس میں 3۔ارب اور کچھ روپے ظاہر کئے گئے ہیں لیکن بقایا اداروں سے جو profit کی مد میں رقم آئی ہے اس کو ظاہر نہیں کیا گیا اور وہ بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کی صوابدید میں شامل ہیں جو کہ انہوں نے miscellaneous میں خرچ کئے ہیں۔ ایک ہزار ارب روپے سے اوپر کا بجٹ پیش ہوا اس میں سے 450۔ارب روپیہ صوابدیدی اختیارات میں block allocation میں استعمال ہو رہا ہے اور ہو گا۔

جناب سپیکر! میں ایک عرض کروں گا کہ کیا ہی اچھا ہوتا میرے یہ بھائی بیٹھے ہیں جو کہ mostly agriculture based ہیں، اگر آج ہم سے زراعت کے لئے ضمنی بجٹ مانگا جا رہا ہوتا تو آج سارا ایوان یہ کہہ رہا ہوتا کہ چونکہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اور زراعت کے لئے ضمنی بجٹ مانگا جا رہا ہے۔ آپ demands 41 میں جائیں تو سوائے ایجوکیشن اور ہیلتھ کے mostly دیکھ لیں میں اس کے لئے بھی یہ کہوں گا کہ ایجوکیشن اور ہیلتھ میں جو پیسا مانگا جا رہا ہے میرے حساب سے یہ کم ہے اس سے بھی زیادہ خرچہ ہونا چاہئے تھا لیکن جو implementation ہے میں figures میں نہیں جاؤں گا میں پنجاب کی اس وقت کی موجودہ صورتحال کی عکاسی کروں گا جس پنجاب کے آپ بھی رہائشی ہیں جس پنجاب کے زیادہ تر میرے یہ agriculturist بھائی رہائشی ہیں۔

(اذانِ ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ زرعی صوبہ اور زرعی لوگ، 70 فیصد زراعت سے منسلک آبادی لیکن اتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ ایگریکلچر ریسرچ کے لئے 4۔ارب 73 کروڑ روپیہ رکھا گیا جس میں پچھلی دفعہ صرف 73 کروڑ روپیہ خرچ ہوا ہے یعنی آپ کا جو مرالہ ہائیڈل

renewal programme تھا اس میں بھی پیسے lapse ہوئے ہیں۔ بجٹ میں ٹورازم کے لئے صرف 93 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے جہاں سے اس پنجاب کو کوئی چیز آتی ہے وہاں سے ہمارے پیسے lapse ہو رہے ہیں اور جہاں پر ہم اللوں تللوں میں خرچ کر رہے ہیں۔ ہمارے وزیر خزانہ تشریف فرما ہیں ہمیں 41 demands پر ویسے ہی شرمندگی ہونی چاہئے کہ ہماری 41 demands ضمنی بجٹ میں آئی ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے اتنا عرض کروں گا کہ اس وقت ہماری زراعت کی جو صورتحال ہے یہ ہمارے زراعت کے بھائی بیٹھے ہیں ان کی اپنی مجبوریاں ہوں گی لیکن مجھے ذاتی طور پر پتا ہے کہ ہم اگلی نسل کو کیا دے کر جا رہے ہیں۔ اس وقت ہماری زراعت میں 70 فیصد نہریں third schedule میں جا رہی ہیں، third schedule کا مطلب یہ ہے کہ وہ نہر مہینے میں دس دن چلتی ہے اور بیس دن بند رہتی ہے۔ اگر یہ figures سے نکلیں تو میں آپ کو یہ عرض کر رہا ہوں کہ پچھلی دفعہ سے اس دفعہ کاٹن کی کاشت 15 سے 20 فیصد کم ہوئی ہے۔ مجھے ذاتی طور پر انڈیا جانے کا تجربہ ہے پاکستان واحد ایسا ملک ہے جہاں پر کاشتکاروں سے منتھلی ٹیوب ویلز کے بل لئے جاتے ہیں۔ انڈیا میں ان کی ایک limit بنی ہوئی ہے جو pay کر سکتے ہیں جن کی land limit, holding limit زیادہ ہے ان سے quarterly یا half yearly بل لے رہے ہیں لیکن ادھر ہمارے ہاں زراعت کا GDP میں 24 فیصد حصہ ہے لیکن ہمارے لئے 1.4 فیصد رکھا جا رہا ہے۔ میں انتہائی افسوس سے کہتا ہوں کہ زراعت میں سب کچھ ٹھیک ہے کوئی ضمنی بجٹ نہیں مانگا جا رہا ہے۔ میں اتنا عرض کروں گا کہ میں اس وقت کوئی ایسی controversial بات نہیں کروں گا کیونکہ ہر ممبر کے پاس ہر پارٹی کے اپنے لیڈر کے لئے، اپنی پارٹی کے لئے، دوسری پارٹی کے against اتنا مواد ہوتا ہے کہ اگر آپ چھ مہینے کا اجلاس بھی رکھ دیں تو یہ مواد ختم نہیں ہو گا۔ میں آپ سے اتنا عرض کروں گا کہ ہم ادھر عوام کی بھلائی کے لئے بیٹھے ہیں، اس وقت آپ کے اور ہمارے ایریا میں 50 above temperature ہے وہ لوگ آج بھی دس دس کلومیٹر سے جا کر پانی لا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے pre-budget discussion میں حصہ لیا اور جب میں باہر نکلا تو مجھے ایک چٹ ملی، اس میں pre-budget تجاویز تھیں اور وہ ردی کی ٹوکری میں پڑی ہوئی تھی۔ ہم نے اپنی pre-budget تجاویز میں بھی یہی کہا تھا اور ہم اپنا فرض ادا کرتے رہیں گے بے شک کوئی ہماری بات سنے یا نہ سُنے۔ یہ انتہائی شرمندگی کی بات ہے کہ ہمارے وہ شعبہ جات جو کہ بہت زیادہ آمدنی

دے سکتے ہیں ان کی بہتری کے لئے ہم کچھ نہیں کر رہے۔یہاں پر لوکل گورنمنٹ،پُلوں اور میٹرو بس کے لئے مزید رقم مانگی جا رہی ہے۔اگر ان چیزوں کے لئے واقعی ضرورت ہے تو ضرور خرچ کریں لیکن غیر ضروری اخراجات سے اجتناب کیا جائے۔450۔ارب روپے main budget کی block allocation میں رکھے گئے۔اگر آپ تفصیل دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ صوابدیدی funds سے ضمنی بجٹ میں 3۔ارب نہیں بلکہ 16۔ارب روپے خرچ کئے گئے ہیں۔یہ وزیر اعلیٰ صاحب نے دیئے ہیں اور اس کی تفصیل کا ہمیں علم نہیں۔کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس 16۔ارب روپے کو زراعت کی بہتری کے لئے یا سکولوں کی missing facilities کو پورا کرنے پر خرچ کیا جاتا۔میں یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ پچھلے سال کے دوران میرے حلقے کے کسی ایک سکول کی missing facilities کو پورا نہیں کیا گیا۔کیا ہمارے علاقے کے سکولوں میں تمام سہولتیں میسر ہیں؟آپ میانوالی کی حد تک دیکھ لیں کہ کیا وہاں سکولوں میں ہر چیز بالکل ٹھیک ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:احمد خان بھچر صاحب!آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!میں اپنی تقریر جلد ختم کر دوں گا۔میں نے کچھ مزید وقت مانگا تھا۔پہلے بھی precedent ہے کہ ایک ممبر نے دوسرے ممبر کو وقت دیا ہے۔وزیر خزانہ پوری کابینہ اور حکومت کا main mind ہوتا ہے۔ہمارے وزیر خزانہ واقعی main mind ہیں کیونکہ ان کا تعلق ایک سیاسی گھرانے سے ہے لیکن میں انتہائی افسوس سے کہتا ہوں کہ جب بجٹ تقریر ہوتی ہے تو صرف لاہور کا ذکر کیا جاتا ہے۔لاہور ہمارا دل ہے،لاہور پر خرچ ہو لیکن اس قیمت پر نہ ہو کہ لاہور کی سڑکیں دُھلیں جبکہ راجن پور،لیہ،میانوالی اور مظفر گڑھ کے بچوں کو پینے کے لئے پانی بھی نہ ملے۔

جناب سپیکر!آپ دیہاتی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور بخوبی جانتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں جب بچی پانچ،چھ یا سات سال کی ہوتی ہے تو پھر سکول جاتی ہے۔جب وہ پرائمری سکول میں ہوتی ہے تو اس کی عمر بارہ یا تیرہ سال ہو جاتی ہے۔ہمارے علاقے میں بچیوں کو ٹائلٹ استعمال کرنے کے لئے تین تین کلو میٹر دُور جانا پڑتا ہے۔ہم ادھر ائر کنڈیشنڈ ہال میں بیٹھے ہیں اور ائر کنڈیشنڈ گاڑی میں بیٹھ کر اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں اس لئے ہمیں ان مسائل کا ادراک نہیں ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر(ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!ان کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:احمد خان بھچر صاحب!wind up کر لیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر لوں گا۔ میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ اگر میری کوئی بات pinch کر رہی ہے تو بے شک آپ اسے نظر انداز کر دیں لیکن ہمیں اپنے حق کے لئے بولنے دیں۔ میں اتنا عرض کروں گا کہ اس ضمنی بجٹ میں دو چیزوں کو مدنظر رکھیں۔ اس وقت جو خرچ ہو چکا وہ تو مجبوری ہے اگر ہم اس کی مخالفت کریں گے اور اس کے خلاف بولیں گے تو پھر بھی آپ نے اسے پاس کرنا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں آخر میں ایک شعر سُنا دیتا ہوں اور باقی باتیں نہیں کرتا۔ میں اپنی community کے لئے بولوں گا۔ پنجابی کا شعر ہے اور میاں محمد بخشؒ نے فرمایا تھا کہ:

اُڈ گئے باز چھڈ گئے آہلنیاں نُوں
تے گھگی باغ دی پردھان ہو گئی
وَس پئے گئی فارسی بُدھواں دے
پیر بخشا گل ویران ہو گئی

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب وحید اصغر ڈوگر صاحب!

جناب وحید اصغر ڈوگر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کے حوالے سے میرے دوستوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے۔ میں ان باتوں کو دہرانا نہیں چاہتا۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے فخر ہے کہ میں پنجاب کے غیور عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو کر یہاں ایوان میں آیا ہوں اس لئے صوبہ پنجاب کی بات کروں گا۔ جن کو خیبر پختونخوا کے حوالے سے بات کرنی ہے وہ اُدھر جا کر الیکشن لڑیں تو ان کو پتا چل جائے گا کہ خیبر پختونخوا کی حکومت کیا کر رہی ہے؟

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین، انجینئر قمرالاسلام راجہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! تقریباً 22۔ارب روپے کے قریب ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے جو کہ اصل میں 22۔ارب روپے نہیں بلکہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ میں صرف دو مطالبات زر کے حوالے سے بات کروں گا۔ سب سے پہلے میں مطالبہ زر نمبر 15 کی بات کروں گا جس میں miscellaneous expenditure کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ اس مد میں 3.74۔ارب روپے مانگے گئے ہیں جبکہ دوسری مختلف مدوں سے رقوم نکال کر تقریباً 13.5۔ارب روپے مزید بھی خرچ کئے گئے ہیں۔ ہمیں جو کچھ دکھایا جا رہا ہے اصل میں وہ نہیں۔ اب میں جنرل ایڈمنسٹریشن کی مطالبہ زر نمبر 5 کے حوالے سے

بات کروں گا۔ جنرل ایڈمنسٹریشن میں انہوں نے 3.66۔ارب روپے خرچ کئے اور 86 کروڑ مزید مانگے ہیں۔ اگر ان تمام figures کو اکٹھا کیا جائے تو یہ 22۔ارب روپے سے کہیں زیادہ رقم بنتی ہے۔

جناب چیئرمین! وزیر خزانہ نے سال 14-2013 کی اپنی بجٹ تقریر میں کہا تھا کہ وزیر اعلیٰ انتظامی اخراجات میں 20 فیصد cut down کریں گے۔اب وزیر خزانہ اپنی تقریر میں اس بات کا جواب ضرور دیں کہ انہوں نے جھوٹ بولا تھا یا پھر ان کے وزیر اعلیٰ نے جھوٹ کہا تھا۔ میں figures بتا دیتا ہوں کہ جنرل ایڈمنسٹریشن میں 86 کروڑ روپے مزید مانگے گئے ہیں تو یہ بیس فیصد cut down نہیں ہے۔اسی طرح میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی بات کرتا ہوں جس کے لئے انہوں نے 35 کروڑ روپے کی منظوری لی تھی جبکہ 53 کروڑ روپے خرچ کئے ہیں۔اس حساب سے انہوں نے 54 فیصد extra خرچ کیا اور بیس فیصد cut down نہیں ہوا۔ کیا وزیر خزانہ اپنی تقریر میں اس بات کی وضاحت کرنا پسند فرمائیں گے کہ آیا انہوں نے جھوٹ بولا یا پھر ان کے خادم اعلیٰ نے جھوٹ کہا تھا اور اگر یہ اس بات کی وضاحت کر دیں گے تو مجھے بڑی خوشی ہوگی؟

جناب چیئرمین! میں نہیں سمجھتا کہ خدانخواستہ پچھلے سال پنجاب میں کوئی سیلاب یا زلزلہ آیا ہے اور اگر کوئی ایسی صورتحال در پیش آئی ہے تو یہ مجھے بتا دیں؟ یہ تقریباً 15۔ارب روپے کے پُل اور سڑکیں بنا رہے ہیں۔ پچھلے سال ترقیاتی بجٹ 290۔ارب روپے کا تھا اور ایک بین الاقوامی رپورٹ کے مطابق اس کا صرف 37 فیصد استعمال ہوا ہے۔ ترقیاتی بجٹ تو یہ استعمال نہیں کر سکے جبکہ 15۔ارب روپے یہ ضمنی بجٹ میں مزید مانگ رہے ہیں۔یہ بجٹ انہوں نے ضمنی الیکشن کے دوران خرچ کیا ہے۔انہوں نے ضمنی الیکشن جیتنے کے لئے 14 یا 15۔ارب روپے خرچ کر دیئے جو کہ کسی بھی صورت مناسب نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! اسی طرح انہوں نے پچھلے سال کروڑوں روپے Medical Assistance کی مد میں دیئے ہیں۔ دو آدمیوں کو 55/55 لاکھ روپے دیئے گئے، پانچ لوگوں کو 50/50 لاکھ روپے دیئے گئے، اسی طرح پھر پانچ لوگوں کو 35/35 لاکھ روپے دیئے گئے اور باقی کچھ لوگوں کو 15 یا 20 لاکھ روپے تک دیئے گئے ہیں جبکہ کسی بھی آدمی کا ایڈریس نہیں لکھا گیا تاکہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ رقم اپنے پیارے کارکنوں یا واقعی ضرورت مندوں کو دی جا رہی ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ آئندہ کے لئے اگر کسی کو Medical Assistance یا کوئی دوسری امداد دیں تو اس کا پورا ایڈریس بھی لکھا کریں۔

جناب چیئرمین! جب ہم جنرل بجٹ میں ترجیحات طے کر لیتے ہیں تو پھر ضمنی بجٹ میں اتنے زیادہ اخراجات کیوں کئے جاتے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ جو افسر یا بیوروکریسی کے لوگ سالانہ بجٹ سے زیادہ اخراجات کرتے ہیں انہیں ضمنی بجٹ میں پیسے دینے کی بجائے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ ہمارے حکمران ان افسروں کی نااہلی پر کارروائی کرنے کی بجائے انہیں ضمنی بجٹ میں پیسے دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ پولیس کو ایک ارب روپے کے قریب ضمنی بجٹ میں دے رہے ہیں تو یہ کس کارکردگی کی بنیاد پر دیئے جا رہے ہیں؟ ہر سال crime rate 12 percent بڑھ رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کا بجٹ اتنے فیصد کم کرنا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: سید محمد محفوظ مشہدی صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں۔ مخدوم سید محمد مسعود عالم صاحب!

مخدوم سید محمد مسعود عالم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! میں پاکستان کی معیشت میں سب سے اہم contribution دینے والے سیکٹر پر بات کروں گا جو کہ پاکستان کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی بھی کہلاتا ہے۔ تقریباً 90 فیصد صنعتوں کو raw material شعبہ زراعت ہی مہیا کرتا ہے۔ میں یہاں تین فصلوں کا ذکر کروں گا جن میں کپاس، گندم اور آم شامل ہیں۔ کپاس کا basic area southern Punjab ہے جہاں پر یہ کاشت کی جاتی ہے۔ ساہیوال سے لے کر سکھر تک main area ہے کہ جہاں پر کپاس کی production ہوتی ہے۔ کپاس اس وقت ملک کی معیشت میں 40 percent contribute کر رہی ہے اور اس 40 percent contribution کے حوالہ سے اس پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ میں یہاں پر یہ عرض کروں گا کہ اس سے ہماری linen پیدا ہو رہی ہے اس لئے اس پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ دنیا کی finest linen میں اس کی category آتی ہے تو ہم نے اس کی by products پر بھی غور کرنا ہے، اس کا seed اور اس کا leftovers یہ ساری چیزیں صرف industry کو feed نہیں کر رہیں یہ cattle industry کو بھی feed کر رہی ہیں اور باقی industries میں بھی اس کی بہت زیادہ contribution ہے۔ میں cotton seed oil پر آؤں گا جس کو edible oil بھی کہتے ہیں اس کی پہلی فیکٹری 1833 میں امریکہ میں لگائی گئی اور اس کی American Civil War expansion کے بعد دھڑا دھڑ ہوئی کیونکہ اس کی importance بڑھ گئی۔ ہم نے اس کے seed oil کو اس کی importance کے حوالہ سے صحیح طریقہ سے ابھی تک utilize نہیں کیا۔ میں یہاں پر اس کے uses اور اس کی افادیت پر نظر ڈالوں گا کہ

اس میں anti-oxidants بہت زیادہ ہوتے ہیں، اس میں vitamin E کی زیادہ مقدار کا پایا جانا قابل ذکر ہے اور اس میں cholesterol بہت low ہے جو کہ ہماری صحت کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اگر آپ باقی oils کو define میں لے جاتے ہیں اور continues supply کرتے ہیں تو وہ toxic matter پیدا کرتا ہے جبکہ edible oil میں یہ quality ہے کہ یہ define میں اتنا جلدی change نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ soaps and cosmetics lotions میں use ہو رہا ہے اور اس کی high oxidation existence ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ہم اس پر technology use کریں تو ہماری agro based industries بھی اس پر ترقی کر سکتی ہیں خصوصاً جنوبی پنجاب میں اب تک کوئی خاطر خواہ industries نہیں لگائی گئیں جس کے لئے میں یہاں پر request کروں گا۔ ایک ہمیں agriculture کا Five year green revolution plan دیا جائے تاکہ زمیندار اور کاشتکار یکسوئی سے اس پر کام کر سکیں۔ اس کا اہم رول starch free flour ہے جو بعض patients کو recommend کیا جاتا ہے وہ اس کے seeds کے leftovers سے بنتا ہے۔ اس seed کی افادیت اور اہمیت یہ ہے کہ اس کا بہت زیادہ حصہ پوری دنیا میں use ہو رہا ہے۔ Asian, Chinese and Hindu Culture میں اس کو medicines کے طور پر بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد میں wheat پر آؤں گا اور اس کو بھی explore کروں گا کہ یہ دنیا میں سب سے زیادہ serial crop کاشت کیا جاتا ہے اور wheat صرف جنوبی پنجاب کی crop نہیں ہے بلکہ پورے ملک کی crop ہے۔ ہمارے پاس پورے سال میں مختلف atmosphere موجود رہتا ہے۔ جہاں چولستان کی گرمی ہے تو وہاں پہاڑوں کی برف بھی ہے، جہاں سمندر ہیں تو دنیا کی بہترین زمین central Punjab کا texture سب سے improved texture ہے۔ اس کو Professor of Horticulture and Crops Sciences, Jim Dulin نے temperature wise, wheat کی classes مقرر کی ہیں۔ ہم نے varieties کو explore نہیں کرنا بلکہ ان classes کو پاکستان کی economy میں مزید introduce کرنا ہے۔ جیسے انہوں نے varieties کی 5/6 classes بتائی ہیں کہ مختلف atmospheres میں اس کے بہتر results ہیں اور کس میں protein and gluten زیادہ ہیں جو durum wheat کہلاتی ہے یا hard dead spring wheat ہے یا hard dead white wheat ہے یا hard white wheat کہلاتی ہے اور soft bread winter wheat and soft white wheat میرا کہنے کا مطلب یہ

ہے کہ اس کو مزید explore کرنے کی ضرورت ہے۔ اب میں اس کے industrial contribution پر تھوڑی سی بات کروں گا۔ wheat کے seeds سے gluten or starch بنتا ہے اُس کو دنیا میں مختلف uses میں لایا جارہا ہے تقریباً 30 products مختلف industries میں use ہو رہے ہیں جن میں سے چند ایک کا میں یہاں پر ذکر کرنا چاہوں گا کہ امریکہ ہر سال اپنی industry میں 5 billion pounds starch use کر رہا ہے اور یہ مختلف قسم کے medical uses میں بھی آ رہا ہے۔ اس میں polymer, cosmetics, lotions etc. میں اس کا substitute use ہو رہا ہے۔۔۔

جناب چیئر مین: بہت شکریہ۔ جی، اب آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ جناب محمد صدیق خان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب خُرم شہزاد صاحب!

جناب خُرم شہزاد: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس وقت ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے تو میں اس پر سب سے پہلے تو یہ کہوں گا کہ 21۔ارب 68 کروڑ روپیہ خرچ کرنے سے پہلے ہی ہمیں پتا چلنا چاہئے۔ اب ہم یہاں پر بیٹھ کر اس پر بات کر رہے ہیں لیکن یہ کہاں پر خرچ ہوا ہے اس کی کوئی تفصیل نہیں ہے۔ خرچ کرنے سے پہلے اس پر بحث ہونی چاہئے جبکہ ہم خرچ کرنے کے بعد اس پر بحث کر رہے ہیں۔ اس میں پانی کا مسئلہ، treatment plant، سکولوں کا حال دیکھ لیں اور کالجوں کا حال دیکھ لیں۔ بجٹ تو allocate ہو جاتا ہے لیکن ہمیں budget lapse کا پتا نہیں لیکن یہ خرچ کہاں پر ہوتا ہے؟ میرے حلقہ میں الائیڈ ہسپتال اور سول ہسپتال ہیں اُن میں گردے واش کرنے والی مشینیں خراب ہیں جس کی وجہ سے وہ بند پڑی ہیں۔ بجٹ تو allocate کیا گیا ہے لیکن وہ کہاں پر خرچ ہو رہا ہے؟ ہمیں سڑکیں اور پُل بننے پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اُس سے پہلے بنیادی ضروریات یعنی تعلیم اور صحت پر توجہ دینی چاہئے۔

جناب چیئر مین! میں وزیر خزانہ کی توجہ چاہتا ہوں کہ 45 فیصد اموات hepatitis سے ہو رہی ہیں لیکن پانی کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جارہی۔ اسی طرح تعلیم کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں دی جارہی۔ میں اس میں یہ ضرور کہوں گا کہ کچھ سڑکیں جو بالکل ٹھیک تھیں جیسے جیل روڈ، فیصل آباد پر 20 کروڑ روپیہ کا بجٹ لگایا گیا جہاں پر ایک گڑھا بھی نہیں ہے جس پر سو کلو میٹر کی رفتار سے گاڑی چلتی ہے اور فیصل آباد کی اُس سڑک کو توڑ دیا گیا۔ اگر ہم وہی بجٹ ہسپتالوں پر لگا دیتے اور تعلیم پر لگا دیتے یا

کسی اور جگہ پر لگا دیتے تو ہمیں اُس سے فائدہ ہوتا۔ میں یہاں پر یہ ضرور کہوں گا کہ ہمیں تعلیم، صحت اور water treatment پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہاں پر گزارش کروں گی کہ ضمنی بجٹ کا تعلق ہنگامی اور ایمرجنسی رقوم کے استعمال سے ہوتا ہے۔ میں نے جب اس کا مطالعہ کیا تو اس سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ یہ کتاب وزیر اعلیٰ پنجاب کے صوابدیدی فنڈز کے استعمال کی کوئی دستاویز ہے۔ یہ صوابدیدی فنڈز ہیں جو وزیر اعلیٰ کی disposal پر ہوتے ہیں جو کسی بھی ممبر کے علم میں نہیں ہوتے۔ اگر ہم پچھلے چھ سالوں کا ریکارڈ چیک کریں تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کی جو credibility ہے اور جن منصوبوں کا انہوں نے اعلان کیا ہے آج ہم چھ سال بعد اسی جگہ کھڑے ہیں جہاں چھ سال پہلے تھے تو ان کی credibility بالکل صفر ہے۔ انہوں نے آگے بڑے بڑے منصوبوں کا اعلان کیا ہے جو کہ قرض اٹھا کر مکمل کئے جائیں گے۔ یہ ایک خسارے کا بجٹ ہے اور اس پر آپ وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ کو کتنا بے دریغ طریقے سے استعمال کر رہے ہیں۔ بیت المال اور زکوٰۃ و عشر کا ایک سسٹم ہے جس کے ذریعے لوگوں کی مدد ہونی چاہئے کیونکہ اس صوبہ میں جو بھی مستحق شہری ہیں ان کا اس پر یکساں حق ہے اور یہ نہیں ہونا چاہئے کہ آپ کسی کو زیادہ اور کسی کو کم دیں۔ مجھے یہ بھی بتایا جائے کہ کتنے لوگوں کی پہنچ وزیر اعلیٰ تک ہے؟ میرے علم میں تو یہ بھی ہے کہ ان کے اپنے ممبران کی پہنچ بھی ان تک بڑی مشکل سے ہوتی ہے تو مستحق لوگ بے چارے کس طرح ان کے پاس پہنچ کر اس صوابدیدی فنڈ سے اپنا حق لے سکتے ہیں؟ یہاں پر اس حکومت کا اصولی طور پر یہ drawback رہا ہے کہ انہوں نے ایسے ایسے منصوبوں کا اعلان کیا ہے جس پر کسی قسم کا کوئی homework نہیں ہوتا جس کا نتیجہ یہی ہے کہ ان کو اپنے بہت سے منصوبے ختم یا بند کرنے پڑے ہیں۔ ان منصوبوں کو چلانے کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ یہ تو ناکام منصوبے ہیں۔ انہوں نے ان منصوبوں پر عوام کا پیسا استعمال کر کے ضائع کر دیا ہے اور تجربات ہی کئے ہیں۔ انہوں نے عوام کے پیسے سے منصوبوں پر تجربات کئے ہیں۔ میں مختصر الفاظ میں کہوں گی کہ انہوں نے صوبہ کو تجربات کی ایک لیبارٹری بنا دیا ہے جس کی وجہ سے یہ ایک منصوبہ شروع کرتے ہیں اور اس پر کوئی homework نہیں ہوتا اور مجبوراً ان کو اس کو بند کرنا پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین! میری آپ کی وساطت سے ان لوگوں سے گزارش یہ ہے کہ جب بھی کوئی کام شروع کریں تو خدا کے لئے homework کر لیا کریں کیونکہ ہم پہلے ہی قرض میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ہمارا صوبہ ان تجربات کو afford نہیں کر سکتا۔

جناب چیئرمین! ایک طرف پیلی ٹیکسی سکیم شروع کی گئی ہے اور دوسری طرف لوگوں کی امداد کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ یہ اپنی ذاتی تشہیر کے لئے جو پیسا استعمال کرتے ہیں اگر یہی پیسا رمضان package کے لئے رکھ دیتے جس سے غریب لوگوں کے منہ میں نوالہ چلا جاتا تو زیادہ بہتر تھا۔

جناب چیئرمین! میری ان سے ایک گزارش یہ ہے کہ ہسپتالوں میں جو مشینری خراب پڑی ہوئی ہے اور بہت سے ایسے منصوبے جو چودھری پرویز الٰہی صاحب نے شروع کئے جیسے انہوں نے ہسپتال بنائے تھے وہ صرف اس وجہ سے مکمل نہیں کئے جا رہے کہ یہ انہوں نے بنائے تھے۔ میرے قائد نے تو یہ بھی کہا تھا کہ بے شک تختیاں اتار کر اپنی تختیاں لگا لیں لیکن عوام کو فائدہ پہنچائیں۔ ان کی بہت مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: بہت مہربانی۔ محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس دفعہ پنجاب میں بہت بڑا بجٹ پیش کیا گیا اور اب اس کے بعد after shocks یعنی ضمنی بجٹ پر ہم لوگ آج بات کر رہے ہیں۔ یہ ضمنی بجٹ بھی تقریباً 22۔ارب روپے کا ہے۔ میں نے جب اس میں جو اخراجات تھے وہ پڑھے تو مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ یہ کس طرح سے 22۔ارب روپے پورے کریں گے، کیا ڈویلپمنٹ کی مد سے یہ پیسے پورے کئے جائیں گے یا کسی اور طریقے سے کریں گے؟ کیونکہ obviously by the end of the day یہ ڈویلپمنٹ کے پیسے ہی کاٹے جائیں گے اور نقصان پھر ہمارا ہی ہو گا۔

جناب چیئرمین! یہ بجٹ چاروں صوبوں میں سب سے بڑا مگر سب سے زیادہ خسارے کا بجٹ ہے۔ خیبر پختونخوا جو اس وقت حالت جنگ میں ہے جو IDPs، terrorism اور مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے بہت ہی balance بجٹ پیش کیا۔ یہاں پنجاب کا ڈویلپمنٹ بجٹ 33.4 فیصد اور خیبر پختونخوا میں 34.4 فیصد ہے۔ پچھلے سال 390 بلین اور اس سال 54 فیصد اس میں اضافہ کر دیا گیا لیکن جو پچھلے سال کے بجٹ سے 66 بلین خرچ نہ ہو سکے جو lapse کر گئے جس میں دو من ڈویلپمنٹ فنڈ بھی شامل تھا۔ یہاں targets تو بہت رکھے گئے لیکن یہ لوگ وہ achieve نہیں کر سکے، پیسے allocate ہو جاتے ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پھر یہ لوگ targets کیوں

achieve نہیں کر سکتے؟ اگر یہ لوگ targets achieve کر لیتے تو شاید اس ملک کا بھلا ہو جاتا۔ ہر بجٹ میں پیسے تو ضرور رکھ دیئے جاتے ہیں but I am sorry to say ان کو کبھی بھی انہوں نے پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچایا اور نہ کبھی ان کو utilize کیا ہے اسی لئے تو پیسے lapse ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین! کیا یہ سمجھتے ہیں کہ جادو کی چھڑی سے یہ سارا ملک سیدھا ہو جائے گا، پنجاب سیدھا ہو جائے گا یا یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں اوپر سے کوئی مدد آئے گی کہ بیٹھے بٹھائے ہمارا صوبہ سُدھر جائے گا؟ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہی ان کے خیال میں 66 بلین جو lapse ہوئے ہیں تو کیا ساری سڑکیں ٹھیک ہو گئی ہیں، کیا سارے کالج ٹھیک ہو گئے ہیں، کیا پنجاب کے تمام ادارے سب کے سب A one ہو گئے ہیں؟ کہ پیسے lapse ہو گئے ہیں اور انہوں نے lapse بھی ہونے دیئے۔ آپ ہسپتالوں کو دیکھیں وہاں پر نہ تو ادویات ملتی ہیں، اگر ایمرجنسی میں جائیں تو وہ مریض کو مار کر کہتے ہیں کہ اپنی نعش گھر لے جاؤ اور ہسپتالوں میں سٹاف بھی پورا نہیں ہے۔ اس ہفتہ کا ایک واقعہ ہے کہ جہلم کے ہسپتال میں ایک حاملہ عورت گئی جسے ایمرجنسی سے واپس کر دیا گیا تو اس عورت کی وہیں ہسپتال میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر death ہو گئی کیونکہ وہاں کی لیڈی ڈاکٹر نے اسے کہا تھا کہ آپ میرے پرائیویٹ ہسپتال میں آؤ میں یہاں پر آپ کو treat نہیں کروں گی۔ یہ تو ہمارے ہسپتالوں کے حالات ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! wind up کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئرمین! بجٹ میں مواصلات و تعمیرات کے شعبہ میں 39 بلین 56 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور roads and bridges پر بہت زیادہ اخراجات ضمنی بجٹ میں ہوئے ہیں۔ ہم جہلم والے بہت ہی بد قسمت ہیں کہ شاید aliens ہیں اور اس دنیا کی مخلوق نہیں ہیں یا شاید پاکستانی نہیں ہیں۔ Although ہم سے زیادہ پاکستانی کوئی نہیں ہے کیونکہ فوج کا آدھے سے زیادہ حصہ جہلم اور چکوال سے belong کرتا ہے۔ ہم نے ایک پُل مانگا تھا جس کا estimate انہوں نے 40 کروڑ روپے لگایا تھا لیکن آج بھی اس پُل کا estimate محکمہ پی اینڈ ڈی اور محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے درمیان فٹبال بنا ہوا ہے اور ابھی تک صرف 8 کروڑ روپے اس بجٹ میں اس پُل کے لئے رکھے گئے ہیں جو کہ نوگراں کے مقام پر ہے اور وہ ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئرمین! میرا تو ابھی ٹائم بھی پورا نہیں ہوا۔

جناب چیئر مین: محترمہ! آپ wind up کریں ٹائم ہو گیا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئر مین! پُل کے لئے صرف 8 کروڑ روپے بجٹ میں رکھے گئے ہیں، میرا خیال ہے اس 8 کروڑ روپے سے ایک سڑک ہی بن سکتی ہے پُل کہاں بنے گا؟ اور جو حکومتی ارکان ہیں انہوں نے وہاں پر اپنی فلیکسز اور تختیاں بھی لگانی شروع کر دی ہیں کہ پُل بننا شروع ہو گیا ہے، پُل کے لئے پیسے allocate ہو گئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہم تختیوں کی سیاست نہیں کرنا چاہتے ہمیں تو کام چاہئے ہم تو شکر کریں گے کہ یہ حکومت ہمیں وہاں پر پُل بنا کر دے، انہوں نے ابھی سے وہاں جا کر اپنا نام لکھنا شروع کر دیا ہے۔ I wish کہ وہاں پر صرف حکومت پنجاب لکھا جاتا تب بھی تو اسی حکومت کا نام اونچا ہونا تھا، وہ بھی لوگوں کے ساتھ جھوٹ بول کر ضروری تو نہیں تھا کہ اپنا نام بڑا بڑا لکھ دیتے کیونکہ اپنے نام کو elaborate کرنا کوئی اتنا ضروری نہیں تھا۔ جو کچھ اس ایوان میں ہو رہا ہے ہم سب کو پتا ہے کیوں نہ ان کو facts بتائے جائیں، کیوں نہ ان کو بتایا جائے کہ 40 کروڑ روپے کا estimate لگا ہے لیکن فی الحال صرف 8 کروڑ روپے allocate ہوئے ہیں۔ آپ دیکھیں ہماری economy کا کیا حال ہے، Day by day ہم کدھر جا رہے ہیں؟ ہم لوگ taxes pay کرتے ہیں، ہماری عوام کے پیسوں سے ہی گولیاں خریدی جاتی ہیں اور ہمارے اوپر ہی وہ گولیاں چلائی جاتی ہیں، کیوں پولیس کو آپ ٹریننگ نہیں دیتے، کیوں ان کے اخلاق پر خرچہ نہیں کرتے، کیوں ان کو بتایا نہیں جاتا کہ صحیح اور غلط میں فرق کیا ہے؟ لوگوں کی ماؤں بہنوں کا خون بہا دیتے ہیں اور ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہ دیکھیں کس قدر ظلم ہے اس مملکت خداداد میں جو ہم نے اسلام کے نام پر لی تھی، وہ بھی اسلام لیوا ہیں ہم بھی اسلام لیوا ہیں جن پر گولیاں چلائی گئیں وہ بھی اسلام کے متوالے ہیں یہ ظلم اور زیادتی جو اس ملک میں ہو رہی ہے۔ انہوں نے پیسے lapse کر دیئے ہیں۔ جہلم میں BS(Honor's) پروگرام شروع ہوا جو کہ ایم اے، ایم ایس سی کے برابر ہے اور وہ اسی حکومت نے شروع کیا تھا۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج جہلم میں صرف ایک آئی ٹی کا ٹیچر تھا اور وہ بھی واپس لاہور بلا لیا گیا۔ اس کے بلاک اور آئی ٹی کی لیب پر بلین روپے خرچ ہوئے ہیں، ویسے تو آئی ٹی کے حوالے سے اس حکومت کے دعوے ہیں کہ ہم بہت کچھ کریں گے ہم اس کو وہاں لے جائیں گے، تو یہ دیکھیں ان کا اپنا شروع کیا ہوا پروگرام اس وقت بند ہونے کے قریب ہے۔ آپ دیکھیں 2 کروڑ روپے انہوں نے لیب پر لگائے اور 6 ملین انہوں نے بلاک پر لگائے ہیں، انہوں نے جو کمپیوٹر دیئے ان سے کچھ حاصل نہیں ہو رہا ہے، وہ اس وقت بچوں کے لئے کھلونے بن

چکے ہیں اور وہ ان کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ جب یہ ٹیچرز نہیں دیں گے، جب وہاں پر عملہ ہی نہیں ہوگا تو وہاں پر بچے کیا سیکھیں گے؟ پچھلے سال tax collection کا ٹارگٹ 126 بلین تھا۔ (شور و غل)

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئر مین! ایوان کو in order کریں۔

جناب چیئر مین: آپ سب لوگ خاموشی سے محترمہ کی بات سنیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئر مین! ان کے فائدے کی ہی باتیں ہیں۔

جناب چیئر مین: محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئر مین! میرا تو ابھی ٹائم بھی پورا نہیں ہوا۔

جناب چیئر مین: محترمہ! آپ ٹائم دیکھیں آپ کا ٹائم ہو گیا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئر مین! بس میں آخری دو منٹ بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئر مین: محترمہ! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئر مین! مجھے میرے colleague ٹائم دے رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ اپنا ٹائم دیتی ہیں تو ٹھیک ہے کیونکہ ہم نے اجلاس دو بجے ختم کرنا ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب چیئر مین! میں نے اپنا ٹائم نہیں دینا، میں بولوں گی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئر مین! آصف صاحب کا ٹائم مجھے دے دیں کیونکہ وہ اپنا ٹائم مجھے دینا چاہتے ہیں۔

جناب چیئر مین: محترمہ! آصف صاحب کا نام نہیں ہے۔ محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ اپنا ٹائم دینا چاہتی ہیں تو ٹھیک ہے۔ آصف صاحب کا نمبر گزر گیا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب چیئر مین! جس دن ان کا نام تھا وہ واک آؤٹ کر گئے تھے اور پھر بعد میں ان کو منا کر لے آئے تھے۔

جناب چیئر مین: محترمہ! چلیں ٹھیک ہے، آصف صاحب کا ٹائم آپ لے لیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب چیئر مین! بہت شکریہ۔ پچھلے سال tax collection کا ٹارگٹ 126 بلین تھا اور 112 بلین collect ہوا اور اس سال 164 بلین کا ٹارگٹ دیا گیا ہے۔ کیسی ستم ظریفی ہے کہ اس

حکومت سے کوئی ادارہ بھی ٹھیک نہیں ہو رہا کیسے اتنا ambitious target دے دیا گیا، پھر بھی قینچی تو ڈویلپمنٹ فنڈ پر ہی چلے گی۔ اب میں اس سے زیادہ کیا کہوں؟ ہر ملک کی economy کی کوئی نہ کوئی strength ہوتی ہے اور ہماری agriculture strength ہے، اس کو ignore کر رہے ہیں، اس کے لئے پہلے بجٹ رکھا گیا لیکن ابھی جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا اس میں اس کا ذکر بھی نہیں ہے۔ جب agriculturalist کو آپ accommodate کریں گے تب ہی انڈسٹری چلے گی۔ گورنمنٹ نے شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویل فراہم کرنے کے لئے عندیہ دیا تھا اور اس مقصد کے لئے 36 کروڑ روپے مختص کئے گئے مگر اب تک کسانوں کو ٹیوب ویل ملے نہ انرجی پیدا کرنے کے لئے منصوبہ شروع ہوا۔ ساری دنیا میں rain water harvesting کو بہت زیادہ encourage کیا جاتا ہے جس پر خرچہ صرف اتنا آتا ہے کہ ایک گڑھا بنا دیا جاتا ہے جس میں rain water اکٹھا کیا جاتا ہے جس سے پانی کا bed level بھی raise ہوتا ہے اور ٹیوب ویل لگانے میں آسانی ہوتی ہے اور جو کاشتکار ہے اس کو اور جانوروں کو بھی پانی ملتا ہے۔ اس پر خرچہ صرف گڑھا کھودنے کا آتا ہے چاہے وہ گڑھا ایک ایکڑ، دو ایکڑ یا چار ایکڑ ہو، اس پر تو اتنا خرچہ بھی نہیں ہے تو پھر ہماری حکومت کیوں اس طرف نہیں آتی، کیوں ہم زمینداروں کے مسائل کی طرف دھیان نہیں دیتی؟ جس طرح پچھلے دنوں اولے پڑے اور ساری فصلیں تباہ ہو گئیں، میں نے بار بار اس گورنمنٹ سے request کی، میں نے بار بار انہیں بولا کہ پلیز ہم کو compensate کیا جائے، زمیندار ایسی ناگہانی آفتوں سے بچ سکتا ہے اگر انہیں انشورنس دے دی جائے اس پر implementation ہو جائے اگر یہ سہولت ہو تو زمیندار بھی کم از کم آسانی سے اپنی زندگی گزار سکے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! اب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ جی، محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اپنی تقریر میں ایک بات ضرور کرنا چاہوں گی جو اس کا حصہ نہیں ہے۔ میری بہن جس نے ایس پی سنگھا کا ذکر کیا تو ایس پی سنگھا نے پاکستان کو بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ انہوں نے اپنا deciding vote بھی ڈالا لیکن انہوں نے یہ سوال رکھا کہ ہمارے لئے وہ دن اچھا تھا یا یہ دن اچھا ہے؟ میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ پنجاب میں مسلم لیگ نے اُس وقت بھی ہمارے لیڈر ایس پی سنگھا کو چار مہینے کے بعد ہی اُن پر no confidence کرتے ہوئے فارغ کر دیا جس پر قائداعظم محمد علی جناحؒ بہت رنجیدہ ہوئے، ان سے بہت ناراض ہوئے اور بہت پریشان ہوئے تو پھر انہوں نے ان کو فیڈرل میں ایم این اے بنا کر بھیج دیا۔ ہمارے ساتھ مسلم لیگ

نے تو ہمیشہ ہی خاص طور پر پنجاب میں زیادتیاں کی ہیں۔ ہم آج بھی جوزف کالونی کے سانحہ کو نہیں بھولے۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے interruption)

جناب چیئرمین: خاموشی سے سنیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب چیئرمین! ہم نے ان کی باتوں کو سنا ہے لہذا یہ بھی ذرا دل تھام کے بیٹھیں۔ آپ نے خیبر پختونخوا میں AlSent Church کا ذکر کیا جو دہشت گردی تھی کوئی حکومت کی طرف سے حملہ نہیں تھا لیکن بد قسمتی سے ہماری پنجاب کی حکومت تو خود دہشت گرد ہو گئی ہے۔ اب انہوں نے ہمارے اوپر کتنے حملے اور کرنے ہیں؟ حال ہی میں انہوں نے ماڈل ٹاؤن لاہور پر حملہ کیا، جوزف کالونی میں اٹھارہ گھنٹے آگ جلتی رہی وہاں دس لوگ جل کر مر گئے مگر حکومت کے سر پر جوں تک نہیں رینگی۔ ہم کس کس بات کا یہاں پر ذکر کریں؟ خیبر پختونخوا کی اگر ہم بات کرتے ہیں تو عمران خان کی قیادت میں چیف منسٹر خیبر پختونخوا نے Edwardes College کو church کے حوالے کیا مگر پنجاب میں ابھی بھی پچیس ہمارے ایسے ادارے اور سکول ہیں جن کو پنجاب حکومت اپنے قبضے میں لئے ہوئے ہے۔ پچھلے اتوار Saint Francis School کے لئے ہم نے احتجاج کیا لیکن حکومت کیوں ہمارے ادارے ہمیں واپس نہیں کر رہی جن کو انہوں نے اپنے قبضہ میں رکھا ہوا ہے؟ اگر ہم اس قسم کی باتیں کریں گے تو یہ بات بہت دُور تک جائے گی۔

جناب چیئرمین! اب میں بجٹ کی طرف آنا چاہتی ہوں کہ بجٹ اور جو finances ہوتے ہیں وہ کسی بھی قوم، کسی ادارے، کسی خاندان یا کسی بھی معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں لیکن یہاں پر finances کے حوالے سے ہماری حکومت کے پاس وہ capabilities ہیں اور نہ ہی ان کے پاس اختیار ہے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے اس بجٹ کو disburse کرنا ہوتا ہے ان کے پاس کوئی اختیار ہی نہیں ہے۔ ہمارا پچھلے سال 2013-14 کا جو 37 فیصد بجٹ تھا وہ خرچ ہی نہیں ہوا اور اب ہم اتنا بڑا ضمنی بجٹ منظور کروانا چاہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! اب آپ wind up کر دیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب چیئرمین! مجھے یہ بات کرنے دیجئے گا کہ پچھلے سال اقلیتوں کے لئے 40 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی اور وزیر خزانہ نے on the floor of the House اس کا ذکر کیا تھا۔ اقلیتی ممبران کو 10/10 لاکھ روپے دے کر حکومت اقلیتوں سے فارغ ہو گئی اور اب

30کروڑ کا بجٹ ضمنی بجٹ میں بھی رکھ دیا ہے۔ کرسمس کے لئے آپ نے ہمارے غریب لوگوں کے لئے جو فنڈز رکھے تھے وہ کہاں گئے کیونکہ وہ فنڈز تو استعمال ہی نہیں ہوئے اور اب آپ اضافی بجٹ بھی مانگ رہے ہیں؟ یہ 30کروڑ روپے بیت المال میں سے دیئے گئے تھے لیکن وہ فنڈز جو مختص کئے گئے تھے ان میں سے کیوں نہیں دیئے گئے؟

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب!

محترمہ شنیلا رُوت: جناب چیئرمین! یہ تو زیادتی ہے کہ آپ ہمیں بات ہی نہیں کرنے دیتے۔

جناب چیئرمین: احسن ریاض صاحب اگر آپ کو ٹائم دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب چیئرمین! جس دن بجٹ announce ہونا ہوتا ہے ہمارے لوگ اس دن انتظار کرتے ہیں اور ٹی وی لگا کر دیکھتے ہیں کہ ہمارے معزز منسٹر صاحب کھڑے ہو کر شاید ان کو کوئی relief دیں گے لیکن ہمیشہ کی طرح کہا گیا کہ اس دفعہ کا بجٹ بہت ہی مفصل ہے اور اس سے اچھا بجٹ کوئی نہیں ہو گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ پچھلے سال کے بجٹ کی طرح کا یہ بجٹ نہ ہو۔۔۔

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کی معزز خواتین ممبران کی طرف سے interruption)

جناب چیئرمین: خاموشی سے بات سنیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب چیئرمین! میری معزز colleagues بیٹھی ہیں اُن کو اگر کوئی مسئلہ ہے تو kindly ریسکیو1122 کو بلوا کر check کرا لیں کیونکہ بلاوجہ وہاں سے آوازیں نکل رہی ہیں۔ یہاں پر ہم ایوان میں اکٹھے ہوتے ہیں تو دس کروڑ عوام کی تقدیر لکھنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہاں پر بیٹھ کر ہم پیسا ضائع کرنے اور آوازے کسنے کے لئے نہیں آتے۔ آپ پہلے اِن کو شعور دلائیں۔ جب پچھلے سال کہا گیا کہ بہت اچھا اور مفصل بجٹ ہے اور اس سے اچھا بجٹ نہیں بنایا گیا ہو گا مگر اس کے باوجود ہم یہاں پر دیکھتے ہیں کہ 22۔ارب روپے کا ضمنی بجٹ یہاں پیش کیا گیا ہے۔ یہ 22۔ارب روپے کے بجٹ کے اندر 41 demands ہیں۔ اگر آپ یہ demands دیکھیں تو یہ خود ہی بتاتی ہیں کہ کتنی اچھی good governance چل رہی ہے کیونکہ اکتالیس دفعہ حکومت کو باری باری extra پیسے مانگنے کی ضرورت پڑی ہے۔ جب بجٹ بنایا گیا تو کیا اُس وقت اس چیز کا علم نہیں تھا کہ ہم لوگوں کو مزید پیسوں کی ضرورت ہو گی؟ ضمنی بجٹ اس وقت لے کر آیا جاتا ہے اللہ معاف کرے جب کوئی ناگہانی آفت آ جائے جس کے لئے پیسے advance نہ رکھے گئے ہوں۔ میرے خیال میں اللہ کا بڑا فضل ہے کہ پنجاب کے اوپر ایسی

کوئی آفت نہیں آئی کہ ہمیں ضمنی بجٹ کی ضرورت ہوتی۔ اگر ہم ضمنی بجٹ دیکھتے ہیں تو اس کے breakdownکے اندر دیکھا یہ جاتا ہے کہ 14۔ارب روپے کی سڑکیں ہی بنادیں۔کیا سڑکوں سے زیادہ باقی چیزیں ضروری نہیں تھیں، کیا ہمارے constitutional rightsپورے کر دیئے گئے تھے، کیا ہمیں تعلیم مل رہی ہے، کیا ہمارے ہسپتال کام کر رہے ہیں، کیا ہمارے چوک کے اندر ڈسپنسریاں ہیں، کیا پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے ہماری ضروریات مکمل کر دی ہیں اور کیا ہر گاؤں کے اندر نالیاں، سولنگ یا سیوریج کا نظام ہے؟ لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم اس کے برعکس اربوں روپے اُن سڑکوں کے اوپر لگا رہے ہیں جو پہلے بن چکی ہیں مگر یہ اُن پر دوبارہ پیسے لگانے میں مصروف ہیں، آخر کیوں، کیا عوام نے یہ پیسا ضائع کرنے کے لئے ہمیں دیا ہے کیونکہ ہم اس پیسے کے ضامن ہیں؟ آپ نے میٹرو بس کو چلانے کے لئے 2۔ارب 25 کروڑ روپے subsidyکے طور پر دیئے۔ اگر آپ میٹرو بنانے پر 100۔ارب روپے خرچ کریں جس کو سالہا سال چلانے کے لئے اربوں روپے ان کو subsidyکے طور پر extraدیں تو کیا یہ good governanceہے؟ اس سے آگے دیکھیں کیونکہ ضمنی بجٹ کے اندر یہ چیز تفصیل کے ساتھ دی گئی ہے کہ دو لوگوں کے علاج کے اوپر 55لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ آپ بتائیں کہ ان دو لوگوں کی ہمارے ملک کے لئے ایسی کیا خدمات تھیں جن کے علاج کے لئے 55لاکھ روپے خرچ کئے گئے جبکہ باقی ہمارے وہ لوگ جو دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اُن کو علاج مہیا نہیں ہو رہا، کیا یہ good governanceہے؟ اگر دیکھا جائے تو ہمارے وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کا 54کروڑ روپے کا expenditureہے جو تقریباً 11لاکھ روپے روزانہ بنتا ہے۔ کیا ایک غریب ملک کا سربراہ اتنا شاہ خرچ ہونا چاہئے کہ وہ دن کا 11/12 لاکھ روپے خرچ کرے؟ یہ ہمارے اوپر سوالیہ نشانات ہیں کہ ہم لوگ چندہ اور قرضہ لے کر چل رہے ہیں لیکن ہماری شاہ خرچیاں اس طرح سے ہیں جیسے ہمارے پاس تیل کے کنویں ہیں۔ اس سے آگے چلیں تو آپ دیکھیں گے کہ ہم لوگوں نے پچھلی دفعہ کی طرح کچھ چیزوں کو دہراتے ہوئے اس دفعہ پھر yellow cabسکیم رکھی ہے لیکن پچھلی yellow cabsکدھر ہیں پہلے وہ تو ہمیں دکھا دیں۔ ہزاروں گاڑیاں جو لوگوں کو بانٹی گئیں وہ کدھر ہیں، وہ گاڑیاں ذاتی طور پر استعمال ہو رہی ہیں مگر yellow cabکے طور پر نہیں چل رہیں، کیا ہمارے ہر سکول و کالج کے اندر IT labsبن چکی ہیں اور کیا ہمارے سکول کے ہر بچے کو لیپ ٹاپ کی سہولت میسر ہے؟ میں کہتا ہوں کہ بالکل بھی نہیں ہے۔ اگر نہیں ہے تو ہم کیوں لوگوں کو لاکھ لاکھ لیپ ٹاپ بانٹ دیں کہ وہ اپنے گھروں

میں ذاتی استعمال کریں۔ اگر سکولوں میں IT labs بنائی جائیں گی تو اس سے ہر بچہ مستفید ہوگا لیکن کوئی ایک بچہ اپنا ذاتی لیپ ٹاپ اپنے پاس رکھ کر مستفید نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین: فتیانہ صاحب! بہت شکریہ

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ کہہ کر بات ختم کرنا چاہوں گا کہ فیصل آباد کے اندر وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے 7- ارب روپے کا سٹی فنڈ دیا گیا تھا اور بہت اچھی بات ہے کہ فیصل آباد کو اتنی بڑی رقم وزیر اعلیٰ نے عطا کی لیکن وہ ساری کی ساری رقم شہر پر ہی خرچ کر دی گئی۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا دیہی علاقوں کے رہنے والے لوگ ضلع فیصل آباد کا حصہ نہیں ہیں؟

جناب چیئرمین: فتیانہ صاحب! بہت شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب چیئرمین! ایک دفعہ پھر شکریہ کہ انتہائی سختی کے باوجود آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ آج ہم ضمنی بجٹ پر بات کر رہے ہیں اور comprehensive بحث کے بعد آج ہمیں پھر موقع مل رہا ہے کہ ہم ضمنی بجٹ کے اوپر بات کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح سے ہم اپنے لئے ایک بہت بڑی honour سمجھ رہے ہیں اور حکومت ایک بہت بڑی honour سمجھ رہی ہے کہ آج پنجاب نے سب سے بڑا بجٹ پیش کر کے ایک مثال قائم کی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جہاں پر ایک بڑا بجٹ پیش کیا گیا وہاں پر اس طرح کے ضمنی بجٹ پیش کر کے جس طرح سے رقوم کے یہ گورکھ دھندے کا کھیل کھیلا جا رہا ہے، ہمیں اب اسے بند کر دینا چاہئے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیشہ وہی حکومتیں اور وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو بہتر preparation کرتے ہیں، اچھی تیاری کرتے ہیں، اچھی پالیسیاں بناتے ہیں اور اس کے بعد اپنے وسائل کو مسائل کے مطابق بروئے کار لاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ضمنی بجٹ کی جو 18 demands پیش کی گئیں اور تقریباً 12- ارب روپے اس کے اوپر خرچ کئے گئے ہیں تو میں اس میں سے چند ایک کا ذکر کروں گی۔ اس میں loan Municipality کے لئے جس طرح سے لوکل گورنمنٹ کے لئے 4- ارب 28 کروڑ 75 لاکھ 29 ہزار روپے خرچ کئے گئے ہیں تو بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ ہم میں سے جتنے لوگ یہاں پر بیٹھے ہیں تو ہر ممبر اپنے اپنے حلقے کا representative ہے اور اپنے حلقے سے منتخب ہو کر یہاں آیا ہے۔ ہم نے بجٹ میں تو بڑی رقم مختص کی، وہ الگ بات ہے، کیا یہ ضمنی بجٹ ہمیں کہیں پر لگا ہوا نظر آیا، کون سی نالیاں ٹھیک ہو گئیں، کون سا سیوریج سسٹم ٹھیک ہو گیا، یونین کونسل سطح پر کون سی ڈویلپمنٹ

ہو گئی؟ ہمیں تو کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی تو میں سمجھتی ہوں کہ پھر ضمنی بجٹ کے لئے 4-ارب روپے اس طرح سے اگر رکھے جاتے ہیں اور کہیں پر کوئی ڈویلپمنٹ نظر نہیں آتی تو اس کا مطلب ہے کہ ہم یہ بجٹ اپنی من پسند جگہوں پر اور اپنے من پسند لوگوں کے کہنے پر کہیں نہ کہیں investکر رہے ہیں بجائے اس کے کہ ہم لوگوں کی فلاح کے لئے اور اس حلقے کی بہتری اور ڈویلپمنٹ کے لئے وہاں پر کسی سیوریج سسٹم کی بہتری کے لئے، صاف پانی کی فراہمی کے لئے، ہسپتالوں کی بہتری کے لئے، ادویات کے لئے اور لوگوں کے حقیقی مسائل کے حل پر خرچ کر پاتے تو یہ انتہائی افسوس کی بات ہے۔

جناب چیئرمین! میں irrigationکی بات کروں گی کہ پنجاب ہمارا زرعی صوبہ ہے اور irrigation جتنا important ہے، وہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ ضمنی بجٹ میں پھر ایک دفعہ پانچ سے چھ ارب روپے کے درمیان یہ رقم رکھ دی جاتی ہے اور اس کے بعد ہمیں کیوں یہ نظر آتا ہے کہ اس ضمنی بجٹ میں اگر کوئی رقم رکھی ہے تو وہ کون سی ایسی آفت ہمارے اوپر آ گئی، وہ کون سا ایسا ضروری عمل تھا جس کے لئے بجٹ کے علاوہ بھی ہمیں ضرورت پڑ گئی؟ وہ کون سا ایسا نہری سسٹم ہے جس کو ہم نے درست کر دیا تو کیا اس حوالے سے کوئی ایک مثال اس معزز ایوان میں پیش کی جا سکتی ہے، کیا وزیر خزانہ کسی ایک چیز کی مثال دیں گے کہ 5-ارب روپے سے کون سی ایسی آفت تھی جسے دور کیا گیا ہے؟ اس طرح سے ضمنی بجٹ کا سہارا لے کر، بہت ساری ایسی چیزیں جو سٹینڈنگ کمیٹیوں میں جانی چاہئیں، جس کے لئے ہم بہت سارا ایسا کام کر سکتے ہیں۔ یہ ایوان صوبہ پنجاب کا ایک superior ادارہ ہے لیکن یہاں پر سٹینڈنگ کمیٹیوں کی جو حالت ہے، کیا ان کے لئے research کا انتظام نہیں کیا جا سکتا تھا، کیا لائبریریاں نہیں بن سکتی تھیں، کیا سٹاف کے لئے وہ پیسے خرچ نہیں کئے جا سکتے تھے جو ہم اس طرح کے گورکھ دھندوں پر لگاتے ہیں اور کسی کو اس کی بھنک تک نہیں پڑتی؟ اس طرح سے استعمال کرتے ہیں جیسے شہنشاہ اپنی مرضی سے خرچ کرتا ہے۔ میں اس حوالے سے ایک مثال یہ بھی دوں گی کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! بہت شکریہ۔ آپ کا وقت پورا ختم ہو گیا ہے۔ جی، محترمہ ناہید نعیم صاحبہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب چیئرمین! ہم اس طرح سے اپنا بہت بڑا بجٹ استعمال کر لیتے ہیں جس کی بہت ساری مثالیں ہیں۔ اگر آپ تھوڑا سا مجھے موقع دیں گے تو میں بتاؤں گی۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ ناہید نعیم: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں وزیر خزانہ کی اس بات کو حقائق کے قریب نہیں سمجھتی جو انہوں نے کہا ہے کہ حکومت پنجاب تعلیم کے شعبہ میں وسائل کی فراہمی کو قوم کے خوش آئند مستقبل کے لئے بہترین سرمایہ کاری۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! لکھی ہوئی تحریر پڑھنے کی اجازت نہیں اس لئے آپ زبانی تقریر کریں۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب چیئرمین! میں یہاں پر کسی کی تعریف کرنے آئی ہوں نہ ہی برائیاں بلکہ میں بجٹ پر تقریر کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ پڑھ کر تقریر نہیں کر سکتیں بلکہ آپ زبانی بات کریں۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب چیئرمین! میں وہی کہہ رہی ہوں کہ یہاں پر تعریف کرنے آئی ہوں اور نہ برائیاں بلکہ بجٹ پر تقریر کرنے آئی ہوں۔ اگر کوئی پوائنٹ میں دیکھ لیتی ہوں تو اس میں برائی والی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! تعلیم کے لئے مجموعی قومی پیداوار کا کم از کم چار فیصد مختص کیا جانا اشد ضروری ہوتا ہے۔ یہ وہ شرح ہے جس کے مطابق ہمارے ملک میں بین الاقوامی معاہدوں کی روشنی میں اس سے کم تعلیمی بجٹ نہیں رکھا جانا چاہئے مگر اس بجٹ میں تعلیمی بجٹ مجموعی قومی پیداوار جی ڈی پی کی کم از کم شرح چار فیصد سے کم رکھا گیا ہے جس نے ثابت کر دیا ہے کہ اس سال بھی سرکاری تعلیمی اداروں کی حالت میں عملاً کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ Missing facilities پوری ہوں گی، فی کلاس اساتذہ کی مطلوبہ تعداد مؤثر ہو گی اور نہ ہی کوالٹی ایجوکیشن دینے کا خواب شرمندہ تعبیر ہو گا۔ گویا کہ اس سال تعلیمی بجٹ کا حجم کچھ زیادہ رکھا گیا ہے مگر لوگوں کی سرکاری تعلیمی اداروں سے مایوسی کا حجم اس سے کہیں زیادہ ہے۔

جناب چیئرمین! تعلیمی بجٹ کے حوالے سے میں ایک فراڈ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتی ہوں کہ تعلیمی اداروں کے لئے ویلفیئر گرانٹس میں non salaries بجٹ ان کو دیا جاتا ہے اور اس میں سے 18 فیصد جنرل سیلز ٹیکس اور چار فیصد انکم ٹیکس کاٹ لیا جاتا ہے جو کہ چوری ہے۔ اس بجٹ میں جو تعلیم کے لئے رکھا ہے اس کے ایک بڑے ہیڈ سے 22 فیصد واپس لے لیا جاتا ہے۔ میری تجویز ہے کہ تعلیمی بجٹ کو جی ایس ٹی اور انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب چیئر مین! صرف ایک مثال کے ذریعے میں یہ بات واضح کرنا چاہتی ہوں کہ مختص تعلیمی بجٹ اصل تعلیمی ضروریات پوری کرنے کے لئے بہت کم ہے۔ میری یونین کونسل منڈیالہ راج کی آبادی 30 ہزار لوگوں سے زیادہ ہے جہاں سکولوں میں پڑھنے کے قابل بچوں کی تعداد 15 ہزار سے کم نہیں ہے اور ان بچوں کے لئے صرف ایک مڈل سکول اور ایک گرلز سکول ہے۔ گرلز سکول کی عمارت کے کچھ کمروں کی حالت انتہائی مخدوش ہے جبکہ وہاں 400 تک بچیاں مشکل سے پڑھ سکتی ہیں مگر یہاں 600 بچیاں داخل ہیں۔ لڑکوں کے مڈل سکول میں بھی بچوں کی ایک ہزار سے زائد تعداد ہے۔ اس یونین کونسل کے 15 ہزار بچوں میں سے صرف 1600 بچوں کے لئے تعلیمی سہولیات فراہم کی ہوئی ہیں جبکہ باقی بچوں کے لئے پرائیویٹ سکول رہ جاتے ہیں اور اکثر غریب بچے ان پرائیویٹ سکولوں کی فیس نہیں دے سکتے جس کی وجہ سے وہ بچے سکول کا منہ تک نہیں دیکھ پاتے۔ یہی وجہ ہے کہ ضلع گوجرانوالہ کے لاکھوں بچے سکول نہیں جا پاتے اور۔۔۔

جناب چیئر مین: محترمہ! آپ کا وقت پورا ہو گیا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ سردار جمال خان لغاری صاحب!

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب چیئر مین! آپ کی کمال مہربانی کہ آپ نے مجھے اس بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع دیا۔ میں آج الحمدللہ فخر سے کھڑا ہوا ہوں کہ پنجاب کے قائد میاں محمد شہباز شریف کا میں انتہائی مودبانہ الفاظ کے اندر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جنوبی پنجاب کے دل کی دھڑکن پر انقلابی کاوشوں کو شرمندہ تعبیر کرتے ہوئے جو احسن اقدامات کئے ہیں، وہ انشاء اللہ تاریخ میں رقم ہوں گے۔ کون جانتا ہے فورٹ منرو کہاں ہے؟ مری کو سارے پہچانتے ہیں، نتھیا گلی اور بھوربن کی سیریں کرتے ہیں۔ فورٹ منرو تو وہ قبائلی علاقہ ہے جو کہ پنجاب اور بلوچستان کی سرحد پر واقع ہے، جہاں پر پانی نہیں ہے اور وہاں پر ایسے حالات ہیں کہ جب قحط اور دُکھال کا موسم آتا ہے تو میتوں کو بغیر غسل دیئے دفنایا جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے شیم، شیم کی آوازیں)

جناب چیئر مین! شیم نہیں بلکہ اب سنیں کہ شیم کے بعد کیا ہوتا ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے الحمدللہ ہم جنوبی پنجاب والوں کی عزت نفس کو اجاگر کیا ہے اور ہمیں وہ مقام عطا کر دیا ہے کہ فخر سے جمال لغاری اب یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی جمال لغاری ہے جس نے سینیٹ کے ایوان کے اندر ایک تحریک شروع کی اور جنوبی پنجاب کو اس پنجاب سے کاٹ کر علیحدہ صوبے کے مطالبے کے لئے

ایک قرارداد پیش کی اور 100 ووٹوں میں سے 36 ووٹ لئے۔آج جمال لغاری اس مطالبے سے دستبردار ہو چکا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین!آج اسی پنجاب میں رہ کر میں اپنے آپ کو الحمدللہ خوش اور اطمینان قلب حاصل کرنے پر اللہ تعالیٰ کا احسان مند ہوں۔فورٹ منرو کو 138 کروڑ کی واٹر سپلائی وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے دے دی ہے، فورٹ منرو کو پاکستان کا سب سے بڑا سیاحت کا مرکز بنانے کی خاطر انہوں نے 124 کروڑ کی چیئر لفٹ کا منصوبہ الحمدللہ دے دیا ہے اور مظفر گڑھ سے لے کر ڈیرہ غازی خان اور ڈیرہ غازی خان سے لے کر فورٹ منرو تک ٹوٹل سفر تقریباً 90 میل بنتا ہے تو اس 90 میل کے اوپر دو رویہ سڑک کا بھی انہوں نے الحمدللہ اعلان کیا ہے اور ہمیں یقین ہے یہ اعلانات نہیں ہیں بجٹ کے اعداد و شمار میں ان کی reflection ہوئی ہے اور ہمیں یہ ٹاسک سونپا گیا ہے۔یہ صرف جمال لغاری پر نہیں بلکہ اُن کا اعتماد ہم تمام ممبران کے اوپر ہے۔الحمدللہ کہا گیا ہے کہ جو بھی funds ہیں یہ funds ایک امانت ہیں ان funds کی صحیح utilization ہونی چاہئے transparent utilization صاف اور شفاف طریقے سے یہ لگنے چاہئیں ہیں اور لگیں گے۔انشاء اللہ ہم سارے حق حلال کھاتے ہیں کمیشن کھانے والوں پر اللہ کی لعنت در لعنت اور انشاء اللہ ہم اسی بیوروکریسی کے اوپر check ثابت ہوں گے۔اللہ تعالیٰ خیر کرے نشتر گھاٹ کے اوپر پل کا اعلان، الحمدللہ بہاولنگر کے اندر میڈیکل کالج کی تعمیر اور سب سے بڑی بات کہ جنوبی پنجاب کی طرف تو سارے ہنستے تھے کہ جنوبی پنجاب کے اندر میٹرو بس کہاں سے آئے گی یہ تو صرف میٹرو بس راولپنڈی اور لاہور کے لئے ہے۔سب سے طویل ترین میٹرو بس ملتان کے اندر الحمدللہ آرہی ہے پاکستان کا جدید ترین ہسپتال جس پر شوکت خانم بھی شرمندہ ہو گا، آغا خان بھی شرمندہ ہو گا اور میری تحریک انصاف کی طرف قطعاً کوئی ہٹ نہیں ہے، میں جذبات میں ہوں اور میں یہ بات کہنے پر فخر محسوس کر رہا ہوں کہ مظفر گڑھ جیسے پسماندہ علاقے کے اندر ترک اردگان ہسپتال کی جو تعمیر ہے وہ آغا خان اور شوکت خانم کو کہیں پیچھے چھوڑ دے گی۔

جناب چیئرمین!وزیراعلیٰ پنجاب کی یہ جو تمام کاوشیں ہیں جنوبی پنجاب کے لئے اور خاص طور پر ڈیرہ غازی خان کے اندر دو دانش سکول دیئے گئے ہیں ایک فورٹ منرو اور دوسرا تحصیل تونسہ کو دیا جس پر نہ صرف میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو بھی ڈبل سیلوٹ کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! آپ کا بھی شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ آج وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی تمام کاوشوں کا تذکرہ کر سکا۔ ڈیرہ غازی خان میں ایک ارب 17 کروڑ روپے کے فنڈز کے ساتھ انہوں نے جو پہاڑوں سے پانی آتا ہے اُس سیلاب کی روک تھام کے لئے اُن کی peaceful harnessing of the flood torrents کے لئے انہوں نے فنڈز دیئے میں وزیر اعلیٰ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور تمام معزز ایوان کا بھی شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب ماجد ظہور صاحب!

جناب ماجد ظہور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ

کورم کی نشاندہی

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جی، ماجد ظہور صاحب!

ضمنی بجٹ برائے سال 14-2013 پر عام بحث

(---جاری)

جناب ماجد ظہور: جناب چیئرمین! اس ایوان کی شاندار روایات میں سے ایک روایت یہ بھی تھی کہ بجٹ کے دوران کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا جاتا تھا لیکن آج کی اپوزیشن اس بات پر مبارکباد کی مستحق ہے کہ جہاں انہوں نے اس ایوان میں اور بہت سی منفی روایات کو جنم دیا وہاں انہوں نے بجٹ کے دوران کورم پوائنٹ آؤٹ کرکے ایک اور منفی روایت کی تاریخ رقم کی۔ پنجاب کے اس بجٹ کو اس سے زیادہ اور کیا خراج تحسین پیش کیا جا سکتا ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی بصیرت کو اس سے زیادہ کیا خراج تحسین پیش کیا جا سکتا ہے کہ جنوبی پنجاب کے وہ لوگ جو اپنی محرومیوں کی وجہ سے، جو اپنی

غربت کی وجہ سے علیحدہ صوبے کا مطالبہ کرتے تھے آج جنوبی پنجاب کے لوگ جناب جمال لغاری سمیت بہت خوش ہیں کیونکہ اس بجٹ میں ان کے لئے جو ترجیحات رکھی گئی ہیں وہ ان پر نہ صرف فخر کا اظہار کرتے ہیں بلکہ جو علیحدہ صوبہ بنانے کی سوچ تھی اس پر بھی نظرثانی کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں اس شاندار بجٹ کو پیش کرنے پر وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں صرف ایک منٹ میں بات ختم کرتا ہوں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے نعرے پر قائم ہوا۔ جہاں ہم اپنے لوگوں کی معاشی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں وہاں ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ان کی روحانی ضروریات کا بھی خیال رکھیں۔ ہر مسلمان کی زندگی کی یہ واحد خواہش ہوتی ہے کہ وہ روضہ رسول ﷺ پر حاضری دے اور اللہ کے گھر میں دو سجدے ادا کرے۔ میں وزیر خزانہ کے سامنے یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس بجٹ میں کم از کم ایک ارب روپے کا فنڈ قائم کیا جائے اور اس فنڈ سے ان غریب، لاچار اور بے سہارا افراد کو عمرہ کی سعادت حاصل کروائی جائے جو اپنی معاشی حیثیت کی وجہ سے عمرہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ اب وزیر خزانہ ضمنی بجٹ کے حوالے سے wind up speech کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں نے بھی بات کرنی تھی، پلیز مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، منڈا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں اس بجٹ کے موقع پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ جو بجٹ 2014-15 ہے الحمدللہ ہم اس کے زبانی جمع خرچ کی بات نہیں کر رہے ہیں۔ جو مالی سال یکم جولائی سے شروع ہو رہا ہے اور 30-جون 2015 کو ختم ہوگا۔ ہم پنجاب کے اندر economic revolution لے کر آئیں گے۔ وفاقی حکومت کا موٹروے کا ایک منصوبہ ہے جس سے ہم اپنی معیشت کے دروازے کھول رہے ہیں جس سے لاکھوں لوگوں کو روزگار ملے گا اور فنی ترقی ملے گی۔۔۔

جناب چیئرمین: منڈا صاحب! بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں اپنے حلقے کے حوالے سے کچھ گزارشات پیش کرنا چاہوں گا۔ میرے حلقے کے حوالے سے جو منصوبے ہیں وہ میں نے لکھے ہیں اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ان کو بیان کر دوں یا پھر سیکرٹری اسمبلی کو تحریری طور پر دے دیتا ہوں تاکہ یہ ریکارڈ کا حصہ بنالیں۔

جناب چیئرمین: منڈا صاحب! آپ تحریری طور پر دے دیں، ان کو ریکارڈ کا حصہ بنالیا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ ہم لاہور، کراچی، فیصل آباد موٹروے کی منظوری و تعمیر پر وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میرے حلقے میں بھی کچھ کام ہونے بہت ضروری ہیں۔ میری آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے گزارش ہوگی کہ ان کاموں کو ترجیحی بنیادوں پر کروایا جائے جو درج ذیل ہیں:

سٹی شرقپور شریف میں شیر ربانیؒ کے نام سے یونیورسٹی کا قیام۔ سٹی شرقپور شریف اور فیض پور میں ڈیجیٹل لائبریری کا قیام۔ سٹی شرقپور شریف کے بالمقابل دریائے راوی پر پل کی تعمیر۔ سٹی / تحصیل شرقپور شریف اور تحصیل فیروز والہ میں سگیاں چوک کے قریب ایمرجنسی سروس ریسکیو 1122 کا قیام۔ شرقپور میں سپورٹس کمپلیکس کا قیام (ونڈالہ دیال شاہ)۔ لاہور شرقپور شریف روڈ پر پٹرولنگ چیک پوسٹ کا قیام۔ برج اٹاری BHU کی upgradation برائے RHC، گرلز ہائی سکول فیض پور خورد، برج اٹاری کی upgradation برائے ہائر سیکنڈری سکول۔ نہر UCC سکھانوالہ کی پختہ تعمیر، تحصیل ہیڈکوارٹرز ہسپتال شرقپور شریف کی سو بیڈ تک توسیع کی منظوری اور پائیلٹ سیکنڈری سکول شرقپور شریف excellence بنایا جائے۔ یونین کونسل نمبر 30,31,32 ونڈالہ دیال شاہ، ڈھاکہ نظام پورہ میں مکمل واٹر سپلائی سسٹم کا قیام۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ لاہور شرقپور شریف روڈ اور شیخوپورہ شرقپور شریف روڈ پر انٹرچینجز کی تعمیر۔ ڈھاکہ نظام پورہ اور ونڈالہ دیال شاہ یونین کونسل نمبر 30,31,32 میں پبلک پارکس، سپورٹس جمنیزیم اور کرکٹ گراؤنڈ کی منظوری۔ سٹی شرقپور شریف میں کامرس کالج کی تعمیر۔ جوڈیشل کمپلیکس تحصیل شرقپور شریف کی منظوری۔ حلقہ پی پی۔165 کے اندر کرکٹ گراؤنڈ کا قیام و منظوری۔ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ شرقپور شریف کی منظوری۔ سٹی شرقپور شریف میں لاہور جڑانوالہ روڈ پر بڑا اڈا لاریاں چوک کی توسیع monument کی تعمیر۔ اس کے علاوہ میرے حلقہ پی پی۔165 میں ٹاؤنز اور گاؤں

کے اندر صاف پانی کے لئے واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب کی جائے جن میں فیض پور خورد، برج اٹاری، ڈھالکے، تریڑے والی، غازی پور، سجو وال، بھینی، ناظر لبانہ، کوٹ محمود، قلعہ شریف، نظام پورہ، ایچی پور، فتو والہ، بھولے شاہ، نانو ڈوگر، نور پور، مڑھ بھنگواں، چک نمبر 17، ایسن وغیرہ وغیرہ آتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں معزز ممبران اسمبلی کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ضمنی بجٹ برائے سال 2013-14 کی بحث میں بھرپور حصہ لیا۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ انتہائی ناگزیر وجوہات کی بناء پر ہی ضمنی بجٹ بنایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر پچھلے سال کے ضمنی بجٹ کو 82۔ارب روپے سے کم کرکے 21۔ارب 67 کروڑ 63 لاکھ 70 ہزار روپے کر دیا گیا جو کہ تقریباً 74 فیصد کم ہے جس سے بہتر financial management کی نشاندہی ہوتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! جیسا کہ میں نے بتایا کہ پچھلے سال کا جو ضمنی بجٹ 82۔ارب روپے کا تھا اور اس سال ہم اس کو کم کرکے 21۔ارب 67 کروڑ 63 لاکھ 70 ہزار پر لے آئے ہیں جو کہ پچھلے سال سے 74 فیصد کم ہے۔ گورنمنٹ کی پالیسی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ next year اس میں مزید کمی آئے گی۔

جناب چیئرمین! ضمنی بجٹ میں امن و امان، relief measures, subsidy اور علاج معالجہ کی فراہمی کی مدات پر بجٹ allocate کیا گیا ہے۔ میں معزز ایوان کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ مالی امداد صرف ان نادار لوگوں کے علاج کے لئے متعلقہ ہسپتال کی انتظامیہ کو after due process فراہم کی جاتی ہے جو میڈیکل بورڈ recommend کرتا ہے۔ جہاں تک کسی فرد کا رہائشی پتا، مالی حالت، entitlement اور مزید تفصیل درکار ہے تو وہ معزز ممبر کو فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے فراہم کی جا سکتی ہے۔ یہ رقم چیف منسٹر صاحب کی جانب سے ان لوگوں کو فراہم کی جاتی ہے جو غریب، نادار ہوتے ہیں یا وہ جن کو کوئی ایسی بیماری ہو جیسے liver transplant یا چھوٹے بچوں کے heart کی problem جن کا پاکستان میں علاج نہیں ہو سکتا اور ان کو باہر جانا ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں چیف منسٹر صاحب علاج معالجہ کے لئے خصوصی مدد کرتے ہیں تو یہ اس کی مد میں خرچ ہوتا ہے۔ یہاں پر ہمارے ایک معزز ممبر نے یہ کہا کہ جو ہماری budget books ہیں اس میں ان کے نام دیئے گئے

ہیں لیکن ان کے پتے نہیں ہیں۔ ہم ان کو یہ کہیں گے کہ یہ پوراprocess بہت میرٹ پر کیا جاتا ہے۔ اگر ان کو ان کے پتے بھی چاہئیں تو وہ بھی فنانس ڈیپارٹمنٹ سے مل سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! امن وامان کی صورتحال کے تناظر میں پولیس کے بجٹ میں مختلف مدات میں فنڈز کی reallocation کی گئی ہے اور پولیس کے بجٹ میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کیا گیا۔ مزید برآں پولیس ڈیپارٹمنٹ کے لئے موجودہ سال میں 71۔ارب30کروڑ54لاکھ 10ہزار روپے مختص کئے گئے تھے جو کہ نظر ثانی شدہ بجٹ میں کم ہو کر 70۔ارب18کروڑ3لاکھ53ہزار روپے رہ گئے۔ اس طرح پولیس کو ضمنی بجٹ میں کسی قسم کی کوئی اضافی allocation نہیں کی گئی بلکہ بجٹ کے اندر ہی مختلف مدات میںadjustment کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر ہمارے اپوزیشن کے بہت سارے معزز ممبران نے اپنی speeches میں یہ کہا کہ شاید پولیس کے بجٹ میں ہم نے بہت اضافہ کیا اور ضمنی گرانٹس کو بھی بجٹ میں further allocate کیا تو ان کو بتانے کے لئے عرض ہے کہ اگر وہ بجٹ بکس کو بغور ملاحظہ کریں تو ان کیadjustment کی گئیں اور ان کے بجٹ میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین! کچھ معزز ممبران نے وزیراعلیٰ کے دفتر کے اخراجات میں اضافے کی طرف دوبارہ توجہ دلائی حالانکہ اس کا بجٹ تقریر کے اندر بھی تفصیلاً جواب دیا جا چکا ہے۔ میں پھر دوبارہ بتانا چاہوں گا کہ اس سال آپ کے صوبہ پنجاب میںinvestment کے لئے چائنا اور ترکی سے بہت زیادہ delegations آئے۔ اس میں اگر آپ دیکھیں تو ان کی سکیورٹی کے انتظامات کے سلسلے میں چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے بجٹ کیallocation میں اضافہ ہوا۔

جناب چیئرمین! ایک معزز ممبر نے اخباری خبر کا سہارا لیتے ہوئے ترقیاتی بجٹ کی کم utilizations کے بارے میں نشاندہی کی ہے تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ یہ figures درست نہیں ہیں کیونکہ ابھی تک موجودہ مالی سال کے AG Punjab accounts کی طرف سے مکمل نہ ہوئے ہیں اس لئے فرضی اعداد وشمار کی بنیاد پر کم utilizations کا واویلہ اس مرحلے پر کیا جانا مناسب نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! ایک معزز ممبر اسمبلی نے میٹرو بس پر دی جانے والیsubsidy کو سڑکوں کی تعمیر ومرمت پر خرچ کرنے کی بجائے جنوبی پنجاب کی سڑکوں پر خرچ کرنے پر زور دیا ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ موجودہ بجٹ میںinfrastructures development اور سڑکوں کی

تعمیر و مرمت پر خصوصی طور پر جنوبی پنجاب میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر 11۔ارب روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ غریب عوام جو کہ میٹرو بس پر روزانہ ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ کی تعداد میں سفر کرتے ہیں لہذا سبسڈی کی مد میں دی جانے والی سہولت کو واپس لینا غریب لوگوں کے ساتھ سراسر ناانصافی ہوگی۔

جناب چیئرمین! ایک معزز ممبر نے اشتہارات کی مد میں اضافی بجٹ مختص کرنے پر اعتراض کیا اس سلسلے میں گزارش ہے کہ زیادہ تر اشتہارات کے ذریعے وبائی امراض خصوصاً ڈینگی، کانگو، خسرہ اور پولیو جیسی خطرناک بیماریوں سے بچاؤ کے طریق کار سے عوام کو آگاہ کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! ایک معزز ممبر نے TMA's کو بجٹ allocation کے بارے میں اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ موجودہ حکومت نے ٹی ایم ایز کو Interim PFC Award کے تحت ترقیاتی بجٹ کے لئے 29 کروڑ 56 لاکھ 75 ہزار 4 سو روپے اور دوسرے غیر ترقیاتی اخراجات کی مد میں 97 کروڑ 60 لاکھ 81 ہزار روپے جو کہ محصول چونگیات پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کی قانونی provision کو سامنے رکھتے ہوئے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے اپوزیشن ممبران نے بہت تیاری کی اور مجھے اپوزیشن کے ایک ممبر سے یہ بھی پتا چلا ہے کہ پتا نہیں financial consultant بجٹ پر بحث کرنے کے لئے کیوں hire کئے گئے تو میں انتہائی معذرت کے ساتھ یہ کہوں گا کہ اکثر figures جو یہاں بجٹ تقریروں میں اور ضمنی بجٹ quote کی گئی وہ figures ٹھیک نہیں تھیں اور میں ان کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ آئندہ سے ان کو کسی financial consultant کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ان کو بجٹ بکس دیکھنی نہیں آتی۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر ان کو بجٹ دیکھنا نہیں آتا تو ان کو میں یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا فنانس اور پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ ان کی مشاورت اور مدد کے لئے حاضر ہے۔ آئندہ سے یہ ان سے مشاورت کر لیا کریں۔

جناب چیئرمین! دوسری بات میں آج یہاں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ بجٹ سیشن انتہائی اہم سیشن ہوتا ہے اور ہمارے معزز ممبران اپوزیشن نے شاید کورم پوائنٹ آؤٹ کرنے کا ریکارڈ قائم کیا ہے اور عام طور پر کورم پوائنٹ آؤٹ کرنا پنجاب اسمبلی کی روایت نہیں ہے۔ یہ تمام پاکستان اسمبلیوں کی روایت ہے کہ بجٹ اجلاس میں کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا جاتا۔ مگر ان کا پتا نہیں کیا ایجنڈا ہے اور کس

ایجنڈے پر یہ کام کر رہے ہیں جبکہ آپ کی مہربانی سے ان کو پورا ٹائم دیا گیا ہے۔ انہوں نے Budget debate میں پہلے تین دن properly participate نہیں کیا اور آپ نے آخری دن اپنے ممبران کا ٹائم short کر کے ان کے 19 ممبران کو ٹائم دیا۔ مگر آج بھی آپ نے اپنے ٹریژری ممبران کا ٹائم short کر کے ان کو زیادہ ٹائم دیا ہے۔ اس کے باوجود بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کورم پوائنٹ آؤٹ کرنے کا ایک ریکارڈ قائم کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اپوزیشن کو چاہئے کہ سب سے important آپ کا بجٹ سیشن ہوتا ہے جس میں پورے پنجاب کے لوگوں کے لئے اگلے ایک سال کی جو تعمیر و ترقی ہونی ہے اس کے حوالے سے یہاں پر بحث کی جاتی ہے۔ میں ان سے یہی کہوں گا کہ ہماری ہر طرح کی مشاورت حاضر ہے next time ان کو اچھی تیاری کرائیں گے تاکہ یہ بجٹ debate میں بھرپور حصہ لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین! ان کی تیاری بھی نہیں ہوتی شاید اس وجہ سے کورم پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں یا جس طرح انہوں نے اس دفعہ بجٹ سیشن کے دوران واک آؤٹ کرنے کا بھی ریکارڈ قائم کیا ہے۔ میں آخر میں اس تمام معزز ممبران کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ضمنی بجٹ کی مثبت بحث میں حصہ لیا اور اس شعر کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ:

شکوہ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر تھا
اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے

(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر مراد راس: جناب چیئر مین! اگر ان کو پڑھنا لکھنا آتا تو پھر دوبارہ ضمنی بجٹ پیش کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔۔۔

جناب چیئر مین: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا اور کل اجلاس کی کارروائی 1:00 بجے تک جاری رہے گی باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 144 سب قاعدہ 4 کے تحت guillotine کا اطلاق براہ راست سوال کے ذریعے ہو گا۔

اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 26۔ جون 2014 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔